استفسار اور اُن کے جواب

جناب شیخ جی صاحب مکرم بندہ السلام علیکم
اخبار الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۸ مدنی ۲ استفسار کے جواب میں جو یہ عبارت قرآن شریف کی تحریر کرکے ترجمہ کیا ہے اس ترجمہ میں اور قرآن شریف کے ترجمہ میں فرق ہے اخبار میں ترجمہ یہ ہے انا ارسلناک بالحق بشیراً و نذیراً و ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر ۲۲ یعنے تجھے اے رسول ہم نے بھیجا ہے ایک بڑا عظیم الشان رسول بنا کر جو خوشخبری اور ڈر سناوے مگر تیری یہ رسالت تیرے پر ہی ختم نہیں بلکہ جیسے امم سابقہ میں ہم نے کوئی گروہ بھی کسی نذیر کے آنے سے خالی نہیں رکھا اسی طرح تیری امت میں بھی کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی نہ رہے گا۔۔۔۔ یہ پتہ لگتا ہے کہ اسی طرح تیری اُمت میں بھی کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی نہ رہے گا۔ یہ عبارت کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

او دوسرا سوال اس ترجمہ میں یہ ہے کہ اس امت میں سے بھی کئی ایک گروہ کا ہونا مانا جاوے اس امت موجودہ میں کئی ایک گروہ ہیں یا ایک ہی اُمت ہے اور ایک ہی گروہ سب کو ہونا چاہیئے اور یہ ترجمہ کہ تیری یہ رسالت تیرے پر ہی ختم نہیں کس عبارت کا ترجمہ ہے۔۔۔۔ یہ کیونکر ثابت ہوا ہے کہ اب موجودہ اُمت میں بھی نذیر آتے رہینگے۔ اور امت موجودہ کے کئی گروہ ہیں اور سب میں نذیر آوینگے اور سب نذیر راستی پر ہونگے اول تو گروہ ہی اس امت میں نہیں ہونے چاہیئیں ایک ہی گروہ ہو اور پھر ہر ایک گروہ میں نذیر یہ بھی خیال میں نہیں آتا جواب جلدی اخبار میں تحریر فرماویں۔ (راقم سجاول از جگراؤں)

الجواب

وعلیکم السلام۔ اگر آپ ذرا بھی غور فرماتے تو آپ کو اس کارڈ کے لکھنے کی حاجت پیش نہ آتی مگر آپ نے جلدی کی بہر حال ع م۔ بے شک اس ترجمہ میں اور دیگر قرآن شریف کے ترجموں میں فرق ہے۔ ج۔ یعنے تو ترجمہ نہیں لکھا بلکہ اس آیت کی تفسیر لکھی ہے چنانچہ ہر ایک آیت کی تفسیر کو یعنے کے لفظ سے شروع کیا ہے تفسیر اور ترجمہ میں ضرور کسی قدر فرق ہوتا ہے کیونکہ مترجم کے پیش نظر صرف ایک لفظ ہوتا ہے جس کا وہ ترجمہ کرتا ہے ورنہ ترجمہ ترجمہ ہی نہیں رہتا مگر تفسیر کرنے والے کا میدان وسیع ہوتا ہے اور القرآن یفسر بعضہ بعضاً کے طور پر وہ بیان کرتا ہے۔ میری تفسیر کی عبارت دوسرے تراجم کے ساتھ نہیں ملتی اور ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

س۔ یہ پتہ لگنا چاہیئے کہ اسی طرح تیری امت میں بھی کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی نہ رہیگا یہ عبارت کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

ج۔ خاص کسی لفظ کا ترجمہ نہیں بلکہ استنباط ہے قرآن مجید سے بلکہ اول خود اسی آیت سے کیونکہ بشیراً اور نذیراً دو لفظ نکرہ ہیں جو عظمت کے لئے آتے ہیں یعنے بہت بڑا عظیم الشان بشیر و نذیر۔ اور یہ امر مسلم اور بدیہی ہے کہ جس قدر کوئی بادشاہ زیادہ عظیم الشان ہوتا ہے اُسی قدر اس کے نواب بکثرت ہوتے ہیں پھر جس بادشاہ کی سلطنت قیامت تک ہو اور مکاناً تمام روے زمین پر ہو اس کے نوابوں کے وجود میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ پس حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت زماناً و مکاناً عام ہے اس لئے ان کے ماتحت ہمیشہ قیامت تک نذیر آنے چاہئیں چونکہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زماناً و مکاناً عام بادشاہ ہونا آپ کو مسلم ہے اس لئے ضرور نہیں کہ اس کا ثبوت اس جگہ لکھا جاوے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور بشارت فرمایا کہ پہلے بھی بڑے بڑے انبیا خصوصاً موسیٰ علیہ السلام کی امت میں ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں جہاں یہ قوم تھی نذیر آتی رہی اسی طرح بلحاظ مثیلیت تیرے بعد بھی آیا کریں گے

دوسرا انما انت منذر و لکل قوم ھاد ۱۳ یعنے تو تو ایک بڑا عظیم الشان منذر ہے اور ہر ایک قوم کے لئے بھی ہادی ہوگا۔ یعنے تیری امت سے ہر ایک قوم کے لئے ہادی اللہ تعالیٰ بھیجتا رہے گا۔ چنانچہ اسکی تفسیر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یبعث تعالیٰ لکل مائۃ من یجدد لھا امر دینھا او کما قال۔ الحدیث یعنے ہر ایک صدی میں مجدد دین آیا کریں گے بشر قال مالک و لکل قوم ھاد من یدعو ھم الی اللہ۔ ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۲۲۷ یعنے مالک کہتا ہے ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوگا جو اُن کو دعوۃ الی اللہ کریگا۔ اخرج ابن جریر والو الشیخ عن قتادۃ رضی اللہ عنہ فی قولہ ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ قال ھذا۔ قول مشرکی العرب انما انت منذر و لکل قوم ھاد و لکل قوم داع یدعوھم الی اللہ درمنثور جلد ۴ صفحہ ۴۵ یعنے ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوگا جو ان کو دعوۃ الی اللہ کریگا۔ و اخرج ابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم و ابو الشیخ عن مجاہد رضی اللہ عنہ فی قولہ انما انت منذر و لکل قوم ھاد قال المنذر محمد صلی اللہ علیہ وسلم و لکل قوم ھاد نبی یدعوھم الی اللہ درمنثور صفحہ ۴۵ جلد ۴ یعنے ہر ایک قوم کے لئے نبی ہوگا جو اس کو دعوۃ الی اللہ کریگا۔

تیسرا آیت زیر بحث کے اگر صرف اتنے ہی معنے ہوں کہ تجھے ہی ایک نذیر بشیر بنا کر ہم نے بھیجا اور تجھ سے پہلے بھی نذیر آتے رہے تو اس کلام میں کونسی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نکلی بلکہ اگر غور کیجاوے تو اس میں تو کسر شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے بلکہ تمام انبیائے سابقین کے قصص جو قرآن مجید میں مذکور ہیں فضول اور لغو نہیں ہیں تمام مفسرین عموماً متفق ہیں بلکہ خود قرآن مجید گواہ ہے کہ یہ قصص پیشگوئیاں ہیں چنانچہ فرماتا ہے لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب ماکان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ ۱۳ تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ماکنت تعلمھا انت ولا قومک من قبل ھذا ۱۲ کلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک ۱۲ کذالک نقص علیک من انباء ما قد سبق ۱۶ یعنے ان کا حال بیان کرنے میں اصل مقصود ایک عبرت ہے باریک بین لوگوں کے لئے کہ وہ اس کو قصہ نہ سمجھیں بلکہ پیشگوئی سمجھیں کیونکہ اس میں کوئی بناوٹ نہیں بلکہ یہ قصہ حالات پیش آئندہ کی تصدیق کریگا کیونکہ یہ تمام قصص پیشگوئیاں ہیں جو ابھی پوشیدہ ہیں تو اور تیری قوم باوجودیکہ ان قصص سے واقف ہیں مگر ان کی ضمن میں جو پیشگوئیاں ہیں اس سے پہلے تم نہیں جانتے تھے۔ ان تمام رسولوں (نوح ہود صالح لوط ابراہیم شعیب موسیٰ وغیرہ) کے حالات ہم تجھے بطور پیشگوئی اس لئے بیان کرتے ہیں کہ ان سے تیرا دل مضبوط ہو اور قوی رکھیں۔ اور دیگر گذشتہ لوگوں کے حالات جو بطور پیشگوئی ہم بیان کرتے ہیں ان سے پیشگوئی اور تیرے دل کی مضبوطی مراد ہوتی ہے۔ اب اس سے صاف معلوم ہوا کہ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر میں بھی پیشگوئی ہے۔ و نیز ہر ایک نبی کے قصہ کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عبرۃ لاولی الالباب ۱۳ ان فی ذلک لایۃ ۲ یعنے عقل والے اس قصہ سے آگے گذر کر کچھ اور بات نکالیں کیونکہ اس میں تو تیرے لئے ایک نشان اور پیشگوئی ہے۔ چوتھا آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ سلسلہ موسوی کی طرح ہمیشہ خلفا اس اُمت میں بھی آتے رہینگے جس کی تفصیل آپ بیشتر بارہا الحکم میں میرے مضامین میں پڑھ چکے ہونگے۔ پانچواں یا بنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی ۸ یعنے اے آدم کی اولاد ضرور ضرور تمہارے پاس تم میں سے رسول آتے رہینگے جو میری آیات تم پر بیان کیا کرینگے۔ و اما قولہ یقصون علیکم ایاتی فقیل تلک الایات ھی القرآن و قیل الدلائل و قیل الاحکام والشرائع والاولیٰ دخول الکل فیہ۔۔۔ ثم بین تعالیٰ ان الذین کذبوا بھذہ الایات التی یجیئ بھا الرسل تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۲۱۰ یعنے یقصون علیکم ایاتی کے معنے بعض نے قرآن مجید اور بعض نے دلایل اور بعض نے احکام اور بعض نے شریعت بتلائی ہیں مگر اصل میں یہ تمام امور آیات میں داخل ہیں۔۔۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ میری ان آیات کے ساتھ جو تکذیب کرینگے جو وہ رسول لوگوں پر بیان کرینگے غرض تفسیر کبیر والے کے نزدیک بھی یہ آیت آئندہ زمانہ کیلئے ہی ہے ثم انذر تعالیٰ بنی ادم بانہ سیبعث الیھم رسلا یقصون علیھم ایاتہ ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۸۶

بعض نادان یہاں سوال کرتے ہیں کہ یہ خطاب بنی آدم کو ہے اور حضرت آدم کے بعد بکثرت انبیا آئے اور اُن کی بعثت ہی یہ حکم ہے مگر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا اس لئے کہ

الف قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اس لئے یا بنی آدم سے مراد موجودہ مخاطبین اور اُن کے بعد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

انه اوی القریه

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہ او قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۳ (۲) خواص و معاونین سے ۵ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غربا طلباء والوں سے ۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲

فہرست مضامین

Digitized by Khilafat Library
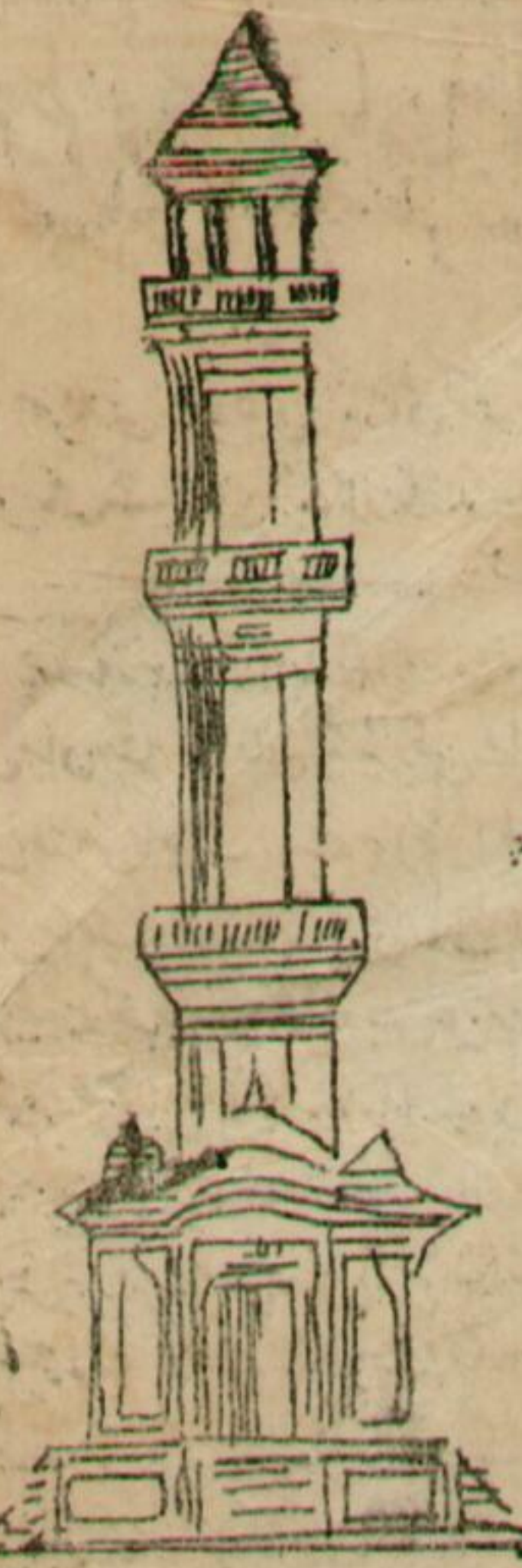
نمبر ۴۱ قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۳ شوال سنہ ۱۳۲۴ جلد ۱۰

گذشتہ ہفتہ کے تازہ الہامات جو مکرر چھاپے جاتے ہیں

۱۸ - نومبر سنہ ۱۹۰۶ء - رؤیا - (۱) دیکھا کہ ہمارے باغ میں چند آدمی جڑھ لگا رہے ہیں - پھر غیب سے آواز آئی - مُبارک

(۲) پھر ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور اس کے بعد الہام ہوا -

مَا وَقَفْتَ مَوْقِفًا اَغِیْظَ مِنْ هٰذَا

اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْد

ترجمہ - اس سے زیادہ غضبناک میں کسی موقعہ پر کھڑا نہیں ہوا - تحقیق پکڑ تیرے رب کی سخت ہے -

۲۲ - نومبر - رَبِّ احْفَظْنِیْ اِنَّ الْقَوْمَ یَتَّخِذُوْنَنِیْ سُخْرَۃً

ترجمہ - اے میرے رب میری حفاظت کر - تحقیق قوم مجھ پر ہنسی کرتی ہے -

۲۳ - نومبر سنہ ۱۹۰۶ء

اِنَّ اللّٰهَ مَنَّ عَلَیْکُمْ وَاَعْطَیْکَ

مَا اَعْطَیْکَ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَلْتَفِتُوْنَ اِلَیْکَ لَا یَلْتَفِتُوْنَ اِلَی اللّٰهِ

ترجمہ - خدا نے تیرے پر احسان کیا - اور میں تجھے دونگا جو چیز دوں گا - جو لوگ تیری طرف التفات نہیں کرتے - یعنے نظر انکار سے دیکھتے ہیں - وہ خدا تعالیٰ کی طرف التفات نہیں کرتے -

پھر بعد اسکے الہام ہوا - اولیاء اللہ سے مخالفت رکھنا اس کا نتیجہ اچھا نہیں -

اس ہفتہ کا تازہ الہام - ایک امر کے متعلق مزید تحقیقات کی حاجت تھی اس پر الہام ہوا -

لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّہٗ

آخری اطلاع

گذشتہ اشاعتوں میں متواتر اعلان کیا جا چکا ہے کہ ۱۰ دسمبر کا الحکم سنہ ۱۹۰۶ء تک کے بقایا داروں اور سنہ ۱۹۰۷ء کی قیمتوں کے لئے حسب معمول سابق وی پی کیا جائیگا -

متواتر اعلان کی ضرورت اس لئے سمجھی گئی تھی کہ جو صاحب اس تاریخ کا اخبار وی پی لینے کو آمادہ نہ ہوں وہ اطلاع دیدیں تاکہ مطبع ناحق زیر بار نہ ہو - جن احباب نے اطلاع دی ہے انکے نام وی پی بھیجا نہیں جائیگا - لیکن جنھوں نے ابھی تک اطلاع نہیں دی ان کا فرض ہے کہ وہ ہر حالت وی پی وصول کرکے کارخانہ کو شکر گذاری کا موقع دیں وقت پر قیمتوں کا وصول ہونا اور وی پی پیکٹوں کی واپسی ایسا نقصان پہنچاتی ہے جو چلتی گاڑی میں روڑا اٹک جاتا ہے - اور ہم مجھ ہدف ملامت بنایا جاتا ہے جبتک بقایا داروں کا جھگڑا نہیں چکتا اسوقت تک ایسی خطر ناک اندیشہ ظاہر اسباب باقی ہے اس لئے ہم معزز ناظرین الحکم کیخاص محبت ہے اور جنکو دونوں میں اپنے اخبار کیلئے خاص رغبت ہے اس امر میں خصوصیت سے مدد دیں اور وی پی پیکٹ وصول کرکے کارخانہ کو اس قابل بنادیں کہ وہ شروع سال ہی میں اپنی فرد گذاشتوں کی تلافی کر سکے - یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے اور اسی پر بھروسہ اور توکل ہے نعم المولیٰ و نعم النصیر -

دار الامان کا ہفتہ

۱ - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت کی صحت کی خبر قوم کے لئے باعث مسرت ہے -

۲ - بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سعی فی الدین میں لگے ہوئے ہیں -

۳ - ہفتہ زیر اشاعت میں جناب مولوی محمد علی صاحب کے گھر میں دختر نیک اختر پیدا ہوئی اللہ تعالیٰ اپنی رضا میں اسکی عمر دراز کرے اور والدین کیلئے وہ قرۃ العین ہو - آمین -

۴ - اسی ہفتہ میں ایک دیوانہ کتے نے دو لڑکوں کو زخمی کیا جنکو فی الفور کسولی کے سگ گزیدگان کے ہسپتال میں علاج کیلئے بھیجا گیا - جہاں وہ عافیت سے پہنچ گئے اور علاج ہو رہا ہے - کتوں کی کثرت ہو گئی تھی اسلئے کتوں کو مروا دیا گیا -

کرایہ ریلوے کی رعایتی شرح کا آخری فیصلہ

ٹریفک سپرنٹنڈنٹ نے بالآخر دسمبر کی تعطیلات کے لئے مشتہر کردہ رعایتی شرحوں کیساتھ مزید رعایتی شرح کی منظوری سے انکار کردیا - اسلئے یہ انتظام نہیں ہوسکتا تاہم ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کی اس عدم منظوری سے رعایتی شرح کا سوال چھوڑ نہیں دیا جائیگا بلکہ صدر انجمن احمدیہ اسکو ہمیشہ کیلئے مستقل طور پر فیصلہ کرنیکی سعی کریگی اور اللہ تعالیٰ چاہیگا وہ ہو جائیگا

میں جب آپ کے پاس آپ کے اوستاد کی حیثیت سے رہتا تھا اور آپ کو ڈپٹی کالکٹری کے امتحان کے لئے طیار کر رہا تھا۔ اور آپ کہا کرتے تھے کہ بڈھے طوطوں کو پڑھنا پڑا۔ انہیں ایام میں آپ حضرت اقدس کو خدا کا صادق مسیح موعود تسلیم کرتے تھے چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے عبد الحق غزنوی سے مباہلہ بھی اسی بنا پر کیا تھا اور غلام دستگیر قصوری سے مباحثات بھی ہوتے رہتے تھے۔

آپ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے فضائل بیان کیا کرتے تھے آپ کی راستبازی آپ کا تقویٰ وطہارت آپ کا کلیتہً رو بخدا ہونا اور مستجاب الدعوات ہونا۔ جس کے متعلق نواب صدیق حسن صاحب مرحوم کا قصہ آپ زور شور سے بیان کیا کرتے تھے۔ اور بالآخر مولوی عبد اللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے کشف کے موافق حضرت اقدسؑ کا مامور ہونا بھی آپ ظاہر کیا کرتے تھے۔ اور ان واقعات کو آپ کی زبان سے سننے والے ابھی صدہا انسان زندہ موجود ہیں اور میں اُمید نہیں کرتا کہ آپ خدا تعالیٰ سے ذرا بھی نہ ڈر کر ان امور کا انکار کریں۔ اور جھوٹ بولیں انھیں ایام میں آپ نے ایک کشف بیان کیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ سے میں بہت ہی قریب ہوا تو میں نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **وہ سچا ہے اور ہماری طرف سے ہے**

اور ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی مجھے الہام ہوا کہ **جو لوگ اِس کا انکار کرینگے اُنپر عذاب ہوگا** " اس کشف اور الہام کا یہی مفہوم اور مطلب تھا۔ چنانچہ میں نے آپ کے اس کشف کو چھاپ کر آپ پر ایک مرتبہ اتمام حجۃ بھی کیا تھا۔ اور آج تک کہ اسپر چھ سال کا عرصہ گذرتا ہے آپ نے تکذیب نہیں کی بلکہ لاہور میں ایک خاص جلسہ کر کے آپ کو اس کے لئے قسم دینی چاہی تو آپ نے قسم سے انکار کیا اور اس کشف کو صحیح تسلیم کیا یہ واقعہ مولوی رحیم اللہ مرحوم کی مسجد میں ہوا تھا۔ اب خدا تعالیٰ سے ڈر کر ہاں اس خدائے قادر و قیوم سے ڈر کر جس نے پیرانہ سالی میں آپ کو نہیں معلوم کس گناہ کی شامت میں یہ سزا دی کہ اکلوتے بیٹے کو ہلاک کر دیا۔

اپنے اس کشف پر غور کریں اور ٹھٹھے اور استہزا سے باز آجائیں۔ اور خدا کے برگزیدہ موعود کی شان میں اس قسم کی شوخیوں سے پرہیز کریں۔ کیونکہ ٹھٹھے باز کا انجام اچھا نہیں ہوا کرتا۔

اللّٰہ یستہزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون کے وعید سے ڈریں۔ میں نے نہایت ہمدردی اور خیر خواہی سے آپ کو تبلیغ کی ہے آپ غور کریں۔

من از ہمدردی ات گفتم تو ہم خود فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

ٹریفک سُپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے توجہ کریں

سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان کا سالانہ جلسہ ہمیشہ ایام تعطیلات کرسمس میں ہوا کرتا ہے۔ اس مرتبہ صدر انجمن احمدیہ نے ضروری سمجھا ہے کہ جبکہ دوسری تمام سوسائٹیاں اور مجلسیں آئے دن ریلوے کے اشتہار کے ذریعہ سے رعائتی شرح حاصل کرتی ہے تو کیوں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر کرایہ کی رعائتی شرح حاصل نہ کی جاوے اس مطلب کے لئے سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ٹریفک سُپرنٹنڈنٹ صاحب سے خط وکتابت کی ہے مگر افسوس سے کہا جاتا ہے کہ ابھی تک اس کے متعلق تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ یہ میں مانتا ہوں کہ ان کے ارد گرد برادران یوسف ہیں لیکن جس حال میں اس رعائتی شرح سے تمام سوسائٹیاں فائدہ اُٹھا رہی ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہمیں اس سے محروم رکھا جاوے۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ صاحب ٹریفک سُپرنٹنڈنٹ صاحب چار لاکھ کی ایک مقتدر جماعت کو اس موقع پر شکر گذاری کا موقع دیں گے اور اس امر میں اسے زیادہ خط وکتابت کا موقع نہ دیں گے۔ ایسا ہی دوسری ریلوے لائنوں کے افسروں سے ہمیں اُمید ہے کہ وہ رعائتی شرح منظور کر لیں گے۔

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے پڑھیں

سالانہ جلسہ کی تقریب قریب آرہی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے ہم طیاری کریں۔ قادیان کی مقامی جماعت اپنے باہر سے آنے والے بھائیوں کی خدمت اور ان کے لئے ممکن اور ضروری آسائش کا سامان بہم پہنچانے کی فکر کر رہی ہے صدر انجمن احمدیہ کے گرامی قدر سکرٹری مولوی محمد علی صاحب سلمہ ربہ افسران ریلوے سے کرایہ کی رعائتی شرح کے لئے خط وکتابت کر رہے ہیں۔ نتیجہ سے اطلاع دیجاوے گی۔ اس وقت چند ضروری امور میں بہ حیثیت سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان اپنے بیرونی احباب کی خدمت میں پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

۱۔ تمام شہروں کی جماعتیں اس امر کا التزام کریں کہ حتی الوسع ہر شہر کی جماعت کے آنے والے احباب کی تعداد سے مجھے اطلاع دیں۔ اور اگر آنے والے احباب کیساتھ مستورات بھی ہوں تو اس امر کی صراحت کی جاوے کہ اسقدر احباب اپنے بال بچوں سمیت آئیں گے تاکہ اُن کے اُترنے کے لئے مناسب انتظام کیا جاوے۔ (نوٹ) چونکہ آنیوالوں کی کثرت ہوگی اس لئے بہتر ہے کہ مستورات ساتھ نہ آویں کیونکہ ایسے موقعہ پر مکانوں کا ملنا مشکل ہوگا۔

۲۔ چونکہ سردی کا موسم ہے اور یہاں ہم اسقدر انتظام نہیں کر سکیں گے کہ رضائیاں اور بسترے بہم پہنچائیں۔ اس لئے ہر بھائی اپنا بستر اور رضائی اپنے ساتھ لائے اور اس امر کو ضروری سمجھ لے۔

۳۔ جہاں کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے وہاں سے جو لوگ آنے والے ہوں وہ بھی بذریعہ خط اطلاع دیدیں۔ ایسی اطلاع سے مہمانوں کی تعداد اور اُن کے حسب حال قیام کی جگہ کا انتظام کرنے میں سہولت ہوگی۔

۴۔ جس جگہ سے کثیر تعداد احباب کی آنے والی ہو۔ وہ ایک ایک معتبر آدمی اپنے آنے سے دو روز پہلے قادیان بھیجدے جو اپنی مقامی جماعت کے متعلق انتظام میں ہمیں مدد دے۔

۵۔ سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لئے ایک کثیر رقم مطلوب ہوگی جو کم از کم ڈیڑھ ہزار سمجھنی چاہیئے۔ اس کا انتظام بہت جلد ہونا چاہیئے۔ یعقوب علی

ضرورت نکاح

(۱) ایک شخص نوجوان عمر ستائیس ۲۷ سال کیلئے جو پچاس روپیہ ماہوار کا سرکاری ملازم ہے۔ اور جس کی پہلی بیوی موجود ہے۔ مگر اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی جماعت میں دوسری شادی کرنیکا خواہشمند ہے لڑکی خوبصورت اور لکھی پڑھی ہو خط وکتابت اڈیٹر الحکم سے کرو۔

(۲) ایک احمدی دوست جو محکمہ بندوبست میں نائب تحصیلداری کے عہدہ پر مامور ہیں۔ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی جماعت میں دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں۔

. . . .

. . خط وکتابت دفتر الحکم سے ہو۔ جو محفوظ رہے گی ٭

ریلوے کے کرایہ کی رعائتی شرح

میں کسی دوسری جگہ لکھ چکا ہوں کہ ابھی تک رعائتی شرح کی منظوری نہیں آئی۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے اس کے متعلق خط وکتابت کر رہے ہیں۔ تاہم دسمبر کے ایام میں ایک عام رعایتی شرح بھی ہوتی ہے اس کے متعلق حال میں محکمہ ریلوے کی طرف سے جو اشتہار شایع ہوا ہے اسے میں عام لوگوں کے فایدے کے لئے . . . ذیل میں چھاپ دیتا ہوں اگرچہ اس سے زیادہ تر اول اور دوم درجہ کے مسافر فایدہ اُٹھا سکتے ہیں لیکن پھر بھی درجہ سوم کے مسافر دونوں طرف کا کرایہ ادا کر کے درمیانہ درجہ میں سفر کر سکیں گے۔ وہ اشتہار یہ ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے پر رعایت کرایہ بہ تقریب تعطیلات کرسمس و نوروز از ۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء تا ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء جس میں ہردو تاریخ شامل ہونگی واپسی ٹکٹ مفصلۂ ذیل رعائتی شرحوں پر جاری کئے جاوینگے۔

۱۔ (الف) درجہ اول اور دوم کے لئے ایک طرف کا کرایہ دینے پر آنے جانے کا ٹکٹ ملسکیگا بشرطیکہ ۵۰ میل سے زیادہ سفر ایک جانب سے ہو۔

(ب) درمیانہ درجہ کیلئے درجہ سوم کا دو چند بکیرایہ پر بشرطیکہ ایک جانب سے سفر ۵۰ میل سے زاید کا ہو۔

(ج) تھوڑے فاصلہ کا کرایہ کسی حالت میں بھی زیادہ فاصلہ سے نہ بڑھے۔ ۲۔ یہ ٹکٹیں واپسی سفر کے لئے ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء تک کارآمد ہونگی جس میں ۱۲ جنوری شامل ہوگی۔ اس تاریخ تک سفر ختم ہو جانا چاہیئے۔

۳۔ اول دوم اور درمیانہ درجہ کے لئے زر رودکر بھی ملسکیگا بشرطیکہ گنجایش ہو جسکی شرائط مفصلہ ذیل ہیں:۔ درجہ اول و درجہ دوم۔ ہر ایک نشستگاہ کیلئے ایک کرایہ لیا جاویگا۔ درجہ درمیانہ۔ کمرہ یا گاڑی نشان دہی کے لحاظ سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(وصیت نمبر ۷۸)

(۱) مَیں مسماۃ نگری زوجہ سکندر علی مہاجر قوم جٹ ساکن موضع نکھن کلاں متصل کلانور تحصیل و ضلع گورداسپور حال وارد موضع بہشتی نگر متصل قادیان دار الامان تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۸ صفر ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اور لکھ دیتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) مَیں اقرار کرتی ہوں۔ کہ مَیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہوں اور ان کی مُرید اور پیرو ہوں۔

(۳) مَیں اقرار کرتی ہوں کہ رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال سُن لیا ہے۔ مَیں ان ہدایات کی جو اس میں ... درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی مَیں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کی بھی پابند رہوں گی۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کے مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آئندہ ہونگے۔ مَیں ان تمام کی اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرایط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے صرف زیور چاندی کا جو صرف مبلغ پچاس روپیہ کا ہے۔ اور جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ مَیں آج کی تاریخ سے اس جایداد کے ۱/۳ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سُپرد کی جاوے اور ایک روپیہ ماہوار اپنی جایداد سے لیتی ہوں اور اس میں سے ۱۲/ ماہوار علاوہ چندہ لنگر خانہ و مدرسہ کے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتی رہونگی۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جایداد سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) مَیں اقرار کرتی ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد مَیں اور کوئی جایداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد (ماسوائے جائداد مذکورہ) میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد و فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر مَیں نے فقرہ (۴) وصیت میں کیا ہے۔ مَیں ایسی جائداد کی انجمن مذکور کو اطلاع دیتی رہوں گی۔

(۶) مَیں یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر مَیں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکی ہیں یا آئندہ شایع ہونگے۔ دار الامان قادیان میں پہنچا وے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سُپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کے متکفل میری یہ جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر مَیں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے مَیں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کروں گی جس کا اعلان مجلس کی طرف سے انشاء اللہ کرا دوں گی اور اگر ان اخراجات کے لئے مَیں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکی اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئے تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہو گی ان اخراجات کی متکفل ہو گی۔ اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہونگے۔ جو میرے روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت ترجیح سمجھینگے۔

(۸) مَیں یہ بھی اقرار کرتی ہوں۔ کہ مَیں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو مَیں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے۔ اور جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہو گا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

۹۔ یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا۔ یا میری جایداد متروکہ سے وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہو گا۔ بلکہ مجلس کو ہو گا۔ فقط

العبد
مسماۃ نگری زوجہ سکندر علی مہاجر مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام

گواہ شد
سکندر علی مدرس۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان
گواہ شد۔ عبد الرحیم سیکنڈ کلرک میگزین قادیان
گواہ شد۔ محمد حسن۔ ملازم میگزین۔

مرآۃ الجہاد کی قیمت کم کردی گئی ہے

مسئلہ جہاد کی حقیقت پر یہ کتاب بڑی محنت سے لکھی گئی ہے اور لیکھرام کے رسالہ جہاد کا جواب اس میں بڑی قابلیت سے دیا گیا ہے مگر افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کی کچھ بھی اشاعت نہیں ہوئی جس کی وجہ سے دوسری جلد شایع کرنیکا مصنف کو حوصلہ نہیں پڑا۔ اس کتاب کی قیمت ۸/ عہ تھی مگر اب وہ اسکو ایک روپیہ پر دینے کا اعلان کرتے ہیں دفتر الحکم سے یہ کتاب ملے گی

ایک بے نظیر خط جو آپکے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معززین طبقہ کی رائے املاحظہ فرما چکے ہیں جن میں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران - جاگیرداران - تاجران - حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں جن سے بہتر شہادت کسی چیز کے حُسن و قبح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا لاحاصل ہے

لیکن ذیل کا عجیب خط جس میں الٰہی شہادت موجود ہے اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا میں پہلا خط ہے اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوتی ہے

اور وہ یہ ہے

از جناب بابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ملہم بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - میں ایک مدت سے آپکے اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں - مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے نفرت ہے - اس واسطے میں ہمیشہ اس کو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا - لیکن آج بوقت دوپہر میں قیلولہ کر رہا تھا - مجھے اس کے خریدنے کی طرف اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا - کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے - اس سے پہلے تو میں اس کی قیمت سے بھی ڈرتا تھا - مگر اب جبکہ مولا کریم نے اس کی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اس کا استعمال کرنا چاہیئے - لہٰذا عرض ہے کہ بدیں کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی - پی پارسل ارسال فرما دیں ٭

دوسرا خط جو بعد میں آیا

برادرم حکیم صاحب - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتی الوسع کی - یہاں تک کہ تحصیلدار صاحب ہنگو کو بھی وہ اشتہار دکھایا گیا - اور آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی - اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے یقین کامل ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہٰذا آپ تین ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی - پی پارسل بھیج دیں - آپ کا تابعدار غلام رسول -

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا **حویلی کابلی مل لاہور**

وطن کا عذرِ نامعقول
نمبر ۱

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

چند روز ہوئے کہ اخبار وطن کا وہ مضمون جس میں میاں انشاء اللہ خان ایڈیٹر وطن نے الحکم کے اُس اعتراض کا جواب دیا ہے جو الحکم کی طرف سے میاں صاحب موصوف پر اُن کی کفر فروشی و اشاعت کفر پر کیا گیا تھا اور کہ جس پر مولویوں کا فتوے بھی شائع ہو چکا ہے۔ ہمارے نزدیک الحکم کا اعتراض چونکہ نہایت معقول اور وزن دار تھا اس لئے ہم نے اس مضمون کو جو "ربنا نعوذبک من کل ھمزۃ لمزۃ" کے عنوان سے الحکم کا جواب تھا بڑے غور و خوض سے پڑھا اور اسکے پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ میاں انشاء اللہ خان بہ سبب اسکے کہ الحکم کے راز افشا کر دینے سے اُن کا بہت سا مالی نقصان ہوا کھسیانے ہو گئے اور اس لئے جو کچھ اُن کے منہ اور قلم میں آیا بکتے چلے گئے اور یہ خیال ہرگز نہ کیا کہ ان نالائق باتوں سے الحکم کا معقول اعتراض ٹوٹ نہیں سکتا غرضیکہ اس مضمون کے دوبارہ سہ بارہ پڑھنے سے ہم اسی نتیجہ پر پہنچے کہ ایڈیٹر وطن کو اس اعتراض کا جواب دینے میں سخت سے ناکامی اور نامرادی نصیب ہوئی۔

ایڈیٹر وطن نے پہلے ایک فضول محض قصہ چھیڑا ہے اور اس کے ضمن میں میاں نقاش صاحب* کے مضمون کا ایک حصہ درج کیا ہے جو کہ انھوں نے محض اسی واسطے محفوظ رکھا تھا کہ جب میرزائی اس قابل شرم سوداگری (میور صاحب کی تالیفات وغیرہ) کا اعتراض کرینگے تو اس کو درج کرکے بیان کیا جاویگا کہ ہماری سوداگری دراصل قابل شرم نہیں ہے بلکہ میرزائی صاحبان محض نقاش صاحب کی مضمون نگاری سے برافروختہ ہو گئے ہیں اور اس لئے اس قابل شرم نہیں بلکہ قابل تعریف سوداگری کو ناحق ناروا اور بُرا سمجھتے ہیں۔

الحکم نے جب پہلے پہل اس اعتراض کو اٹھایا ہے تو ایڈیٹر وطن نے خیال کیا کہ نقار خانہ میں طوطی کی کون آواز سنتا ہے اس لئے وطن میں اس کا کچھ بھی ذکر نہ کیا اور چپکے سے ایک کارڈ میں الحکم کے ایڈیٹر کو لکھ دیا کہ میری نیت بخیر ہے مگر سوال یہ ہے کہ اگر آپ کی نیت بخیر ہے تو پادری صاحبان کی نیت کیوں بخیر نہیں جس حالت میں کہ وہ ایسی کتابیں بہت ارزاں قیمت پر فروخت کرتے ہیں اور آپ کی طرح اُن کو اسلامی کتابیں بھی ظاہر کرکے دھوکا نہیں دیتے؟ کارڈ روانہ کرنے کے بعد سوچتے رہے کہ کیا تدبیر کرنی چاہیئے کہ جس سے اس قابل شرم کارروائی کا اثر نہ پڑے آخرکار جب الحکم نے کئی ایک پرچوں میں اس کا ذکر کیا تو یہ تدبیر سوچ سمجھ کر خیال میں آئی کہ کوئی ایسا حیلہ تراشا جاوے کہ جس سے عام لوگوں پر اچھا اور خاصہ اثر پڑے۔ بنابریں شبھ چنتک آریہ اخبار سے اول اُن الفاظ کو درج کیا جو سلطان المعظم کی نسبت حضرت اقدس نے بیان کئے تھے اور جن کو بدر سے اخبار مذکور نے نقل کرکے رائے زنی کی تھی اور ان الفاظ کے ذریعہ اچھا خاصہ خلق خدا کو ورغلانے کا سامان مہیا کیا۔

حالانکہ میرزا صاحب قبلہ نے جو کچھ الفاظ سلطان المعظم کی نسبت فرمائے ہیں وہ بالکل صحیح اور درست اور واقعی بات ہے مگر یہ لوگ جن کو سلطان پرستی کا مرض لگا ہے اُن کے نزدیک صحیح الفاظ بھی توہین میں داخل ہیں یہ لوگ اپنی طرف سے تو سلطان کے خیر خواہ اور ہوا خواہ بنتے ہیں مگر یہ نہیں غور کرتے کہ اس بے جا ہوا خواہی سے فایدہ ہی کیا ہے کیا جو خرابیاں سلطان کے علاقہ میں ہیں اس ہوا خواہی سے چھپ سکتی ہیں یا ان پر ہمارے پردہ ڈالنے سے پردہ پڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں!! کیا یہ سچ نہیں کہ آج تک (جو نہایت ضروری کام ہے کہ حج کے دنوں میں بدوؤں سے محفوظ رہنے کا خاص طور پر انتظام کیا جاوے) بدوؤں کا انتظام سلطان المعظم نہیں کر سکے؟ پھر ایسا ہی کیا یہ غلط ہے کہ ہر سال غریب حاجی بدوؤں کے ہاتھوں سے قتل نہیں ہوتے؟ ایسا ہی کیا یہ غلط ہے کہ سلطان المعظم دوسری سلطنتوں کے پنجوں میں دبا ہوا ہے اور اپنی سلطنت سنبھالنا بھی مشکل ہو رہا ہے؟ اگر نہیں تو یہ بتلانا وطن کا اور اسکے دوسرے ہوا خواہوں کا فرض ہے کہ ثابت کریں کہ سلطان کے بہت سے صوبے کیوں اُس سے باغی ہو کر خود مختار ہو بیٹھے ہیں؟۔ میرزا صاحب قبلہ نے جو یہ الفاظ بیان فرمائے تھے کہ جو* اللہ تعالےٰ کا بنتا ہے خدا تعالےٰ اوسے سب پر غالب کر دیتا ہے بالکل صحیح اور درست ہیں اور اس نظیر کے لئے جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اور حضرت سلطان محمود غزنوی کے کارنامے کافی ہیں یعنے حضرت اقدس سیدنا عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قیصر روم و کسریٰ ایران کو شکست فاش دیکر اُن کے ممالک پر قابض ہونا اور حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ کا تمام راجوں مہاراجوں کے لشکروں کے بیچ میں گھر کر خدا تعالےٰ سے مدد طلب کرنا اور فتح پاکر کامیاب ہونا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ظاہری حیثیت میں سلطان محمود غزنوی اُن راجوں مہاراجوں سے کمتر تھا۔ ایسا ہی حضرت اقدس سیدنا عمر فاروق علیہ السلام کی جمعیت اور طاقت قیصر روم اور کسریٰ ایران کے بالمقابل کچھ بھی حیثیت نہ رکھتی تھی یہ تمام روحانیت اور خدا تعالےٰ سے تعلق کے نشانات تھے اور یہ بزرگ روحانیت اپنے اندر رکھتے تھے اور دراصل خدا تعالےٰ کے بن گئے تھے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اُن کو سب پر غالب کرکے دکھلا دیا یعنے اُن کو کامیاب اور بامراد کیا اور اس طرح پر اُن بزرگوں نے من کان للہ کان اللہ لہٗ کو بالکل اپنے وجودوں سے سچا ثابت کر دیا۔

تعجب ہے تو صرف اس بات پر ہے کہ کیا وطن کے مطالعہ کرنے والے صرف اسی بات پر خوش ہو سکتے ہیں کہ جو کچھ وطن کا لائق ایڈیٹر کہدے وہی کالوحی من السماء ہے اور حقیقت کچھ بھی نہیں اور کہ کیا یہ بات قابل غور ہے جو وطن نے کی ہے کہ فلاں نے جو اعتراض کیا یا معترض کی بات کی تصدیق کی اُسکی فلاں وجہ ہے اور اعتراض محض بہانہ و حیلہ ہے ہمارے خیال میں وطن کے مطالعہ کرنے والے صرف اسی قماش کے ہی نہیں کہ وطن کے عذر نامعقول بھی اُن کے نزدیک قابل غور ہیں اور حقیقت پر نظر نہیں کرتے۔

یہ ظاہر ہے کہ الحکم نے نہ تو اپنی جانب سے وطن کے ایڈیٹر پر کفر کا فتوے لگایا اور نہ الحکم کسی پر فتوے لگانے کا مجاز رکھتا ہے فتوے لگانے والے یہی حضرات ہیں جنھوں نے اس سے پہلے حضرت میرزا صاحب پر فتوے کفر اس وجہ سے لگایا کہ کیوں میرزا صاحب نے مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی کی موت کو ثابت کیا اور کیوں بیان کیا کہ وہ اب لوٹ کر اس دُنیا میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ جس طرح وطن کی اشاعت کفر و کفر فروشی پر الحکم کے اعتراض کرنے سے وطن کی کثیر التعداد آمدنی کا نقصان ہوا اور جس کی خاطر وطن کو سلطان المعظم کے قدموں پر گر کر بے محل اور بے موقع سلطان کے نام کے واسطے سے اُس برص کے داغ کو چھپانا پڑا جس کا پردہ الحکم نے فاش کیا تھا۔ اسی طرح ان مولوی اور ملانوں کا اس میں بہت ہرج و نقصان اُن کو نظر آتا ہے اگر بموجب فیصلہ میرزا صاحب کے اُن کا فرضی اور من گھڑت خونی مہدی اور مسیح نہ آوے جس کا وہ بڑے شوق سے راہ تک رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ اُس کے آنے پر بہت کچھ نقدی وغیرہ ہاتھ آئیگی اور مالا مال ہو جاویں گے یعنے خونی مہدی اور مسیح کی لوٹ اور غارت گری سے اُن کو بھی بہت کچھ سیم و زر ہاتھ آئیگا۔

تعجب کہ وطن کے نزدیک ایسی کتابیں جن میں فخر موجودات سید الاولین والآخرین کو نعوذ باللہ مفتری و کذاب ثابت کیا گیا قرآن شریف کو سرقہ ثابت کیا گیا نہ صرف بازاری قیمت پر ہی بلکہ بازار سے دوگنی تگنی قیمت پر فروخت کرنا کیا مسلمانی میں داخل ہے اور یہ ایک اسلامی خدمت ہے اور ہرگز آنحضرت صلعم و قرآن شریف کی توہین نہیں ہے۔ مگر سلطان المعظم کی نسبت اگر سچے واقعات بیان کئے جاویں اور سچ اور حقیقت کی بات بیان کی جاوے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے اللہ تعالےٰ اُس کو سب پر غالب کر دیتا ہے اور کسی کا محتاج نہیں رکھتا سلطان المعظم کی توہین میں داخل ہے ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اے آنحضرت صلعم کی محبت کے دم مارنے والو! اور اسلام اور قرآن شریف کے فدائیو! کیا آپ لوگوں میں کوئی بھی ایسا دل و گردہ والا نہیں کیا تم میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس بات پر غور کرے اور سوچے کہ وطن کا ایڈیٹر کس مقام پر کھڑا ہے اُس کے نزدیک سلطان کی نسبت صحیح الفاظ بیان کرنے سلطان کی توہین میں داخل ہے اور آنحضرت صلعم کی توہین آمیز کتابوں کا فروخت کرنا قومی خدمت اور اسلامی خدمت ہے۔ ہائے! کیا کوئی بھی ایسا نہیں رہا جو اس بات پر غور کرے کہ وطن کے نزدیک آنحضرت صلعم کی قدر اور حیثیت سلطان کے برابر بھی نہیں!!!

---

* نقاش صاحب کی نقاشی کا قافیہ ایک مضمون کے ذریعہ اس سے پہلے ہم تنگ کر چکے ہیں جو الحکم ع ۳۲ جلد ۹ میں چھپ چکا ہے اور جس کا جواب اس سے [illegible] منہ

* افسوس صد افسوس! ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے است۔ اے بادی دنیا کیا تیری پرستاری کا یہی نتیجہ ہے کہ حق بات لکھی نہیں جاتی اور کہ کیا تو سخت سے سخت پردہ حائل کر دیتی ہے؟

سلطان پرستوں کے نزدیک اگر صحیح اور
درست الفاظ بیان کرنے توہین میں داخل
ہیں اور گناہ ہیں تو اس شخص کے نزدیک
جو آنحضرت صلعم کو سارے جہان کا سردار
اور فخر موجودات اور سید الاولین والآخرین
قبول کرتا اور ایمان رکھتا ہے سخت سے سخت
اور نالائق سے نالائق ایسی سوداگری ہے
جس میں ایسی کتابیں فروخت کی جاتی ہیں
نادر اور مفید اور اسلامی کتابیں ظاہر
کرکے جن میں آنحضرت صلعم اور قرآن پاک
کی توہین ہے اور ایسا شخص سخت ترین گمراہی
پھیلانے والا ہے اور سخت خطرناک ہے جو
مولوی کہلا کر اور مسلمانوں کا قومی خادم بنکر
ایسی کرتوت کرے کیا مسلمانوں میں اسقدر
غیرت بھی آنحضرت صلعم کے لئے نہیں جو اس
بات پر غور کریں کہ یہ سلطان پرستی تو محض اسلامی
اخوت کے سبب ہمدردی ظاہر کرتا ہے مگر
اُس وجود مبارک کے لئے جو سبب سلطان
کی ہوا خواہی کا دم بھرنا ایسی بات جائز ہے
اور روا رکھتا بیان کرتا ہے جس میں آنحضرت
کی سراسر توہین بھری ہے۔ افسوس صد افسوس کہ
میرزائیوں سے وطن کے لائق ایڈیٹر تو
صرف اس وجہ سے ناراض ہوئے ہیں کہ انگریز
قومی آرگن الحکم نے کیوں اُس کی سوداگری
کا راز فاش کیا اور کیوں اُس کو سیدھا
کر دیئے مگر اس برس کے داغ کو چھپانے کے
لئے یہ حیلہ تراشا کہ وطن میں نقائص سے معمور
نکلے۔ وطن نے رسالہ ہماریو کی امداد نہیں کی
وغیرہ ہم کو ہنسی آتی ہے کہ کیا یہ کوئی عذر ہے؟
اور کیا یہ اس قابل ہے کہ اس پر کوئی عقلمند توجہ
کرے۔ سوال تو صرف یہ تھا کہ ایسی کتابیں جن میں
آنحضرت صلعم کو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب
بیان کیا گیا ہے نیز ایسی کتابیں جن میں قرآن
کو سرقہ اور مسروقہ ثابت کیا گیا ہے انکو اسلامی
اور نادر و مفید کتابیں ظاہر کرکے عیسائیوں
سے زیادہ قیمت لینا اور پھر اُس کو رعایتی قیمت
بیان کرکے مسلمانوں کو دھوکہ دینا کیوں روا
رکھی گئی؟ کیا یہ ایک اسلامی خدمت تھی جو
جیسے خادم قوم کے لئے کرگزرنی ضروری اور لابدی
تھی؟

تعجب کہ جس صورت میں وطن کا ہرگز ہرگز
یہ دعویٰ نہیں کہ وہ منزہ من الخطا رہے"
اور اُس کو یہ مسلم ہے کہ "اُس کا ایڈیٹر ایک
گنہگار بندۂ ناچیز ہے" اور وطن میں بےشک
سر ولیم میور کی چند "تالیفات کا اشتہار چھپا
ہے" جس کو خود ایڈیٹر وطن نے جان بوجھ کر ولایت
سے منگوایا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے مسلمان اُن کو
پڑھ کر مسٹر علی اور حسین اور سجاد حیدر وغیرہ
جیسے گریجویٹوں اور اعلیٰ درجہ کے مسلمانوں
کی طرح اسلام کی نسبت رائے پاس کریں اور کہ
اُن کتابوں کو اسلامی اور نادر و مفید بیان
کیا ہے تو پیسہ اخبار اور مفصلاتی اخبار پر یہ
ناقابل سماعت اور ناقابل شرم حیلہ تراشنا کہ
پیسہ اخبار نے محض اس لئے مرزائیوں کا ساتھ
دیا ہے کہ ایڈیٹر وطن نے محض قومی ہمدردی کی
بنا پر اس کو لکھا تھا کہ وہ دورنگی چھوڑ دے"
لیکن جس صورت میں ایڈیٹر وطن خود دو
رنگی چال چل کر لوگوں کو مغالطہ دے رہا ہو
کہ اسلام اور بانی اسلام اور قرآن کی تردید
اور تکذیب کرنے والی کتابوں کو اسلامی
اور نادر و مفید کتابیں بیان کرکے دولت
کمانے کے پیچھے پڑا ہے تو اُس کو کس صورت
میں اور کیونکر یہ خوف پڑ گیا کہ پیسہ اخبار کو
ملامت کرے یہ وہی مثل ہوئی کہ خود را
فضیحت و دیگراں را نصیحت۔ مفصلاتی
اخبار کے لئے یہ حیلہ تراشا کہ اُس نے مرزائیوں
کا ساتھ اس وجہ سے دیا کہ وطن نے کیوں
ہمارے سابق ملازم کو نوکر رکھ لیا۔ الغرض
کے لئے کوئی حیلہ اور بہانہ دست یاب نہیں
ہوا اس لئے اُس کا ذکر ہی نہ کیا۔ شاباش!
شاباش!!! شاباش!!! کیا ان حیلوں اور
بہانوں سے حق چھپ سکتا ہے؟ پھر لکھتے
ہیں کہ سر ولیم میور کی کتابیں اور تالیفات
کے صرف تین چار نسخے منگوائے تھے۔ اور
ان میں سے کوئی ابھی فروخت نہیں کیا گیا۔
لیکن سوال تو یہ ہے کہ اگر ایسی کتابوں کی
سوداگری جائز ہے تو تین چار نسخے کیوں
منگوائے اور کیوں فروخت نہیں کئے گئے اگر
نادر اور مفید اور اسلامی کتابوں کے
اشتہار کا کوئی اثر نہیں پڑا یا خریداروں نے
کتابیں خریدنے کے بعد آپ کی کرتوت کھل
گئی اور کتابیں واپس کر دیں؟ اور کہ ایسی
کتابیں جو آپ کے مذہب اور مشرب میں
دوگنی تگنی قیمت پر اسلامی اور نادر
و مفید بیان کرکے فروخت کرنی جائز اور
موجب ثواب ہیں تو کون سی بات مانع ہوئی
جو تین چار نسخے سے زیادہ نہ منگوائیں کیا
سارے ہندوستان و پنجاب میں صرف تین
چار ہی اعلیٰ درجہ کے روشن دماغ انگریزی
خوان مسلمان موجود ہیں یا تین چار کے سوا
کسی اور کو یہ آپ کی ابلہ فریبی چال نہیں سکتی تھی؟
یا دوسروں سے یہ سبب کینہ توزی اور
حسد بغض اور بے جا پرخاش کے
ایسی کتابیں جو آپ کے نزدیک نادر اور
مفید ہونے کا حکم رکھتی ہیں فروخت کرنا
موجب شرم یا قابل افسوس کارروائی تھی؟
پیسہ اخبار اور مفصلاتی اخبار کی رائے
جن وجوہات سے وطن نے روکی ہے وہ
تو اوپر بیان ہو چکی مگر خود بھی اپنے مفید
مطلب بنانے کی خاطر دو اخباروں کی رائے
درج کی ہے ایک تو شحنۂ ہند میرٹھ کی اور
دوسری اپنے رفیق اور عزیز انگلو ورنیکلر
لاہور کی۔ شحنۂ ہند کی تو بسم اللہ ہی غلط
ہے جیسے کہ ذیل کے اقتباس سے ظاہر ہے۔ لکھتا
ہے آپ فرماتے ہیں کہ "الحکم کے مرزائی ایڈیٹر
نے مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن
کو اس لئے کافر قرار دیا کہ وہ سر ولیم میور
کی تصانیف جو اسلام اور بانی اسلام کے
خلاف ہیں شایع کر رہا ہے" ناظر کہتے ہیں
کہ اول تو مذکورہ بالا تصانیف کا اشتہار
ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ دوم جب تک
مذاہب و اقوام غیر کے اعتراضات مسلمانوں
کی نظر سے نہ گذریں وہ ان کا جواب کیونکر
دے سکتے ہیں" غور طلب تو یہ امر ہے کہ کیا
فی الواقع الحکم نے ایڈیٹر وطن کو کافر قرار
دیا ہے یا مولوی صاحبان نے؟ اور کہ
کیا ایڈیٹر الحکم نے یہ کہا ہے کہ مذاہب
اقوام غیر کے الزامات کو پڑھ کر جواب
نہ شایع کئے جاویں یا جواب دینے کے
لئے تیاری نہ کریں؟ جب اس کا یہ منشا
ہی نہیں تو ایسی تحریر لکھنے والے اور ایسی تحریر
کی اوٹ میں پناہ لینے والے کو تو شرم کے مارے
غرق ہو جانا چاہئے۔ الحکم کا اعتراض
تو یہ ہے کہ وہ کتابیں جن میں آنحضرت
صلعم کو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب
ثابت کیا گیا ہے اور قرآن کو دوسری
کتابوں سے نقل معاذ اللہ بیان کیا گیا
ہے اُن کو کیوں اسلامی اور نادر
اور مفید کتابیں بیان کرکے مسلمانوں کو
ترغیب دی گئی اور دھوکہ دیا گیا اور
کیوں بازار کے نرخ سے دوگنی تگنی
قیمت رکھ کر رعایتی کا احسان جتایا گیا؟
سو اس معقول اعتراض کا جواب میاں
شحنہ سے نہ بنا اور نہ بن سکتا ہے اسلئے
تحریر ناقص اور گواہی باطل اور ناقابل
سماعت۔ دوسرے گواہ میاں انگلو ورنیکلر
ہیں اُن کی گواہی بھی اس لئے اول ناقابل
پذیرائی و ناقابل سماعت ہے کہ انھوں نے
اول تو فضول قضیہ چھیڑا ہے دوم
انھوں نے بھی دراصل شحنہ کی کاسہ لیسی
کی ہے یعنے جو کچھ شحنہ نے بیان کیا ہے
وہی انھوں نے راگ گایا ہے یہ عقلمند
اور عقل کے پتلے اصل بات کو سمجھ کر
بھی ناحق ناروا وطن کے برص کے داغ
کو ڈھکنا اپنا فرض منصبی خیال کرتے
ہیں۔ سوم اُس نے بھی ایک طرح سے
الزام ثابت کر دیا ہے جبکہ کہا کہ ان
سے (ایڈیٹر وطن سے) اصولی و فروعی
غلطیوں کا سرزد ہونا ممکن ہے" ہاں
یہ بے شک کیا ہے کہ وطن کی نسبت یہ
بھی ذکر کیا ہے کہ اُس کی نیکیوں کی طرف
بھی خیال کرنا چاہئے صرف عیبوں کو ہی
تلاش کرنا نہ چاہئے۔ مگر اس کے جواب میں
ہماری طرف سے یہ اعتراض وارد ہوتا
ہے کہ کیوں آپ نے چند نیکیوں کا ذکر نہ
کر دیا تاکہ ہم خود وطن کی نیکیوں اور بدیوں
کا مقابلہ کر لیتے اور کہ معلوم کر لیتے کہ
وطن کے لائق ایڈیٹر نے مسلمانوں پر کیا
کیا احسان کئے ہیں۔ شاید انگلو ورنیکلر
کے نزدیک وطن کی یہ نیکیاں ہونگی کہ
وطن آئے دن ٹرکی کی اولٹی سیدھی خبریں
شایع کرتا رہتا ہے یا کوئی عیسائی پرچہ
سلطان پر اعتراض کرتا ہے تو اُس کا
مقابلہ کر دیتا ہے مگر ان سے بڑھکر میاں
ریوٹر نیکیاں کرنے والے ہیں جو وطن
کے جنم میں آنے سے پہلے نہیں نیکیاں
کر رہے ہیں کہ ٹرکی کی خبریں سُنانے رہتے
ہیں۔ شاید انگلو ورنیکلر کے نزدیک
حجاز ریلوے میں چندہ جمع کرکے روانہ
کرنا نیکی ہو تو اس سے بڑھکر نیکی کرنے
والے ملا عبد القیوم مرحوم اور برزتم و
مصر میں موجود ہیں جنھوں نے وطن
کی طرح قابل شرم سوداگری نہیں کی
کیا انگلو ورنیکلر کو معلوم نہیں کہ ایسی ایسی
ناقص نیکیوں کی تردید کے لئے اور
ایسی نیکیوں کو ملیا میٹ کرنے والی یہ
سخت سے سخت بدی ہے جو ایڈیٹر
وطن نے کی ہے یعنے آنحضرت صلعم کی
تکذیب کرنے والی کتابوں کو اسلامی
اور نادر و مفید کتابیں بیان کرکے م
مسلمانوں کو لوٹا جاتا اور دھوکہ دیا جاتا۔ لہٰذا تمام ایسی نیکیاں معدوم اور الزام قائم اور گواہوں کی گواہی فضول اور بے سود اور ناقابل سماعت۔ خلاصہ کلام یہ کہ وطن پر جو الحکم نے معقول اور قابل گرفت اعتراض کیا اُسکا جواب وطن سے نہیں ہوسکا اور نہ ہو سکتا ہے اسلئے جو کچھ اُس نے عذر و بہانہ کر کے اخبار کے صفحے سیاہ کئے ہیں وہ محض فضول اور
بے سود اور اُس کی کینہ توزی۔ حسد بغض۔ بے جا پرخاش کے نتائج ہیں لہٰذا فیصلہ ہوا کہ سب عذر نامعقول ثابت مسکت الزام راہ باقی بھر۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (خاکسار محمد حسن از لاہور چھاونی)

تتمہ لیکچر لدھیانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

انھوں نے گناہ کے دور کرنے کا علاج گناہ تجویز کیا ہے جو کسی حالت اور صورت میں مناسب نہیں یہ لوگ اپنے نکوان درست ہیں اور ان کی مثال اس بندہ کی سی ہے جس نے اپنے آقا کا خون کر دیا تھا۔ اپنے بچاؤ کے لئے اور گناہوں سے نجات پانے کے لئے ایک ایسا گناہ تجویز کیا جو کسی صورت میں بخشا نہ جاوے۔ یعنے شرک کیا اور عاجز انسان کو خدا بنا لیا۔

مسلمانوں کے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ انکا خدا ایسا خدا نہیں جس پر کوئی اعتراض یا حملہ ہو سکے۔ وہ اس کی طاقتوں اور قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی صفات پر یقین لاتے ہیں مگر جنھوں نے انسان کو خدا بنایا یا جنہوں نے اس کی قدرتوں سے انکار کر دیا ان کے لئے خدا کا عدم وجود برابر ہے۔ جیسے مثلاً آریوں کا مذہب ہے کہ ذرہ ذرہ اپنی وجود کا آپ ہی خدا ہے اور اس لئے کچھ بھی پیدا نہیں کیا اب بتاؤ کہ جب ذرات کے وجود کا خالق خدا نہیں تو اُن کے قیام کے لئے خدا کی حاجت کیا ہے جبکہ طاقتیں خود بخود موجود ہیں اور اُن میں اتصال اور انفصال کی قوتیں بھی موجود ہیں تو پھر انصاف سے بتاؤ کہ اُن کے لئے خدا کے وجود کی کیا ضرورت ہے؟

مَیں سمجھتا ہوں اس عقیدہ کو رکھنے والے آریوں اور دہریوں میں ۱۹ اور ۲۰ کا فرق ہے۔

اب صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کامل اور زندہ مذہب ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ پھر اسلام کی عظمت۔ شوکت ظاہر ہو۔ اور اسی مقصد کو لے کر

مَیں آیا ہوں

مسلمانوں کو چاہیئے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اُتر رہے ہیں وہ اُن کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ وقت پر ان کی دستگیری ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اس مصیبت کے وقت ان کی نصرت فرمائی۔ لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کریں گے تو خدا تعالیٰ ان کی کچھ پروا نہ کریگا وہ اپنا کام کرکے رہیگا مگر ان پر افسوس ہوگا۔

مَیں بڑے زور سے اور یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے اور اسلام کو غلبہ اور قوت بخشے۔ اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے وہ فعال لما یرید ہے۔ مسلمانو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر دیدی ہے اور مَیں نے اپنا پیام پہنچا دیا ہے اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو موعود آنے والا تھا

وہ مَیں ہی ہوں

اور یہ بھی پکی بات ہے کہ اسلام کی زندگی عیسیٰ کے مرنے میں ہے۔

اگر اس مسئلہ پر غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ یہی مسئلہ ہے جو عیسائی مذہب کا خاتمہ کر دینے والا ہے یہ عیسائی مذہب کا بہت بڑا شہتیر ہے اور اسی پر اس مذہب کی عمارت قایم کی گئی ہے اسے گرنے دو۔

یہ معاملہ بڑی صفائی سے طے ہو جاتا اگر یہ مخالف خدا ترسی اور تقویٰ سے کام لیتے۔ مگر ایک کا نام و جود زندگی چھوڑ کر میرے پاس آیا ہو اور اُس نے اپنی تسلّی چاہی ہو۔ اِن کا تو یہ حال ہے کہ میرا نام لیتے ہی ان کے مُنہ سے جھاگ گرنی شروع ہو جاتی ہے اور وہ گالیاں دینے لگتے ہیں بھلا اس طرح پر بھی کوئی شخص حق کو پا سکتا ہے؟

مَیں تو قرآن شریف کے نصوص صریحہ کو پیش کرتا ہوں اور حدیث پیش کرتا ہوں اجماع صحابہ پیش کرتا ہوں مگر وہ ہیں کہ ان باتوں کو سُنتے نہیں اور کافر دجال دجال کہکر شور مچاتے ہیں۔

مَیں صاف طور پر کہتا ہوں کہ قرآن شریف سے تم ثابت کرو کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت کے خلاف کوئی امر پیش کرو۔ اور یا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے وقت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع ہوا اسکا خلاف دکھاؤ۔ تو جواب نہیں ملتا پھر بعض لوگ شور مچاتے ہیں کہ اگر آنے والا وہی عیسیٰ ابن مریم اسرائیلی نبی نہ تھا تو آنے والے کا یہ نام کیوں رکھا؟ مَیں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض کیسی نادانی کا اعتراض ہے تعجب کی بات ہے کہ اعتراض کرنے والے اپنے لڑکوں کا نام تو موسیٰ۔ عیسیٰ۔ داؤد۔ احمد۔ ابراہیم۔ اسماعیل رکھ لینے کے مجاز ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کا نام عیسیٰ رکھدے تو اس پر اعتراض!!!

خود طلب بات تو اس مقام پر یہ تھی کہ آیا آنے والا اپنے ساتھ نشانات رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ اِن نشانات کو پاتے تو انکار کے لئے جرأت نہ کرتے مگر انھوں نے نشانات اور تائیدات کی تو پروا نہ کی اور دعوے سُنتے ہی کہدیا۔

انت کافر

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ انبیاء علیہم السّلام اور خدا تعالیٰ کے مامورین کی شناخت کا ذریعہ اُن کے معجزات اور نشانات ہوتے ہیں جیسا کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی شخص اگر حاکم مقرر کیا جاوے تو اُس کو نشان دیا جاتا ہے اسی طرح پر خدا کے مامورین کی شناخت کے لئے بھی نشانات ہوتے ہیں اور مَیں دعوی سے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے میری تائید میں نہ ایک نہ دو نہ دو سو بلکہ لاکھوں نشانات ظاہر کئے۔ اور وہ نشانات ایسے نہیں ہیں کہ کوئی اُنہیں جانتا نہیں بلکہ لاکھوں اُن کے گواہ ہیں اور مَیں کہہ سکتا ہوں کہ اس جلسہ میں بھی صدہا ان کے گواہ موجود ہوں گے۔ آسمان سے میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے ہیں زمین سے بھی ظاہر ہوئے۔

وہ نشانات جو میرے دعوے کے ساتھ مخصوص تھے اور جن کی قبل از وقت انبیوں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خبر دی گئی تھی وہ بھی پوری ہو گئی مثلاً انہیں سے ایک کسوف خسوف کا ہی نشان ہے جو تم سب نے دیکھا۔ یہ صحیح حدیث میں خبر دی گئی تھی کہ مہدی اور مسیح کے وقت میں رمضان کے مہینے میں سورج اور چاند گرہن ہوگا اب بتاؤ کہ کیا یہ نشان پورا ہوا ہے یا نہیں؟ کوئی ہے جو یہ کہے کہ اُس نے یہ نشان نہیں دیکھا؟

اور ایسا ہی یہ بھی خبر دی گئی تھی کہ اس زمانہ میں طاعون پھیلے گی یہاں تک شدید ہوگی کہ دس میں سے سات مر جاویں گے اب بتاؤ کہ کیا طاعون کا نشان ظاہر ہوا یا نہیں؟ پھر یہ بھی لکھا تھا کہ اس وقت ایک نئی سواری ظاہر ہوگی جس سے اونٹ بیکار ہو جائیں گے کیا ریل کے اجرا سے یہ نشان پورا نہیں ہوا؟ مَیں کہاں تک شمار کروں یہ بہت بڑا سلسلہ نشانات کا ہے اب غور کرو کہ مَیں تو دعوے کرنے والا دجّال اور کاذب قرار دیا گیا پھر یہ کیا غضب ہوا کہ مجھ کاذب کے لئے ہی یہ سارے نشان پورے ہو گئے؟ اور پھر اگر کوئی آنے والا اور ہے تو اس کو کیا ملے گا؟

کچھ تو انصاف کرو۔ اور خدا سے ڈرو کیا خدا تعالیٰ کسی جھوٹے کی بھی ایسی تائید کیا کرتا ہے؟ عجیب بات ہے کہ جو میرے مقابلہ میں آیا وہ ناکام اور نامراد رہا اور مجھے جس آفت اور مصیبت میں مخالفین نے ڈالا میں اس میں سے صحیح سلامت اور بامراد نکلا۔ پھر کوئی قسم کھا کر بتادے کہ جھوٹوں کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کرتا ہے؟

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان مخالف الرائے علماء کو کیا ہو گیا وہ غور سے کیوں قرآن شریف اور احادیث کو نہیں پڑھتے کیا انہیں معلوم نہیں کہ جس قدر اکابر امّت کے گذرے ہیں وہ سب کے سب مسیح موعود کی آمد چودھویں صدی میں بتلاتے رہے ہیں اور تمام اہل کشوف کے کشف یہاں آکر ٹھیر جاتے ہیں حجج الکرامہ میں صاف لکھا ہے کہ چودھویں صدی سے آگے نہیں جائیگا۔ یہی لوگ منبروں پر چڑھ چڑھ کر بیان کیا کرتے تھے کہ تیرھویں صدی سے تو جانوروں نے بھی پناہ مانگی ہے اور چودھویں صدی مُبارک ہوگی مگر یہ کیا ہوا کہ وہ چودھویں صدی جس پر ایک موعود امام آنے والا تھا اس میں بجائے صادق کے کاذب آگیا اور اس کی تائید میں ہزاروں لاکھوں نشان بھی ظاہر ہو گئے۔ اور خدا تعالیٰ نے ہر میدان اور مقابلہ میں نصرت بھی اسی کی کی۔ ان باتوں کا ذرا سوچ کر جواب دو۔ یونہی مُنہ سے ایک بات نکال دینا آسان ہے مگر خدا کے خوف سے بات نکالنا مشکل ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی توجہ کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ ایک مفتری اور کذاب انسان کو اتنی لمبی مہلت نہیں دیتا کہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جاوے میری عمر ۶۷ سال کی ہے اور میری بعثت کا زمانہ ۲۳ سال سے بڑھ گیا ہے اگر مَیں ایسا ہی مفتری اور کذاب تھا تو اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو اتنا لمبا نہ ہونے دیتا بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ تمہارے آنے سے کیا فایدہ ہوا ہے۔

یاد رکھو کہ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں ایک یہ کہ جو غلبہ اس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچے کی طرح ہو گیا ہے۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا مَیں ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُر زور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلایل کے انوار اور برکات سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اس وقت اگر تم پادریوں کی رپورٹیں پڑھو تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ اسلام کی مخالفت کے لئے کیا سامان

کر رہے ہیں اور اُن کا ایک ایک پرچہ کتنی تعداد میں شایع ہوتا ہے۔

ایسی حالت میں ضروری تھا کہ اسلام کا بول بالا کیا جاتا۔ پس اس غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔

ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کے لئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں اور نہ خدا نے مجھے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو شخص اس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان دوست ہوگا۔ مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلوار اُٹھائی مَیں بہت مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ وہ تلوار محض حفاظت خود اختیاری اور دفاع کے طور پر تھی اور وہ بھی اس وقت جبکہ مخالفین اور منکرین کے مظالم حد سے گذر گئے اور بیکس مُسلمانوں کے خون سے زمین سُرخ ہو چکی۔

غرض

میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر ہو۔ دوسرا کام یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں۔ یہ صرف زبانوں پر حساب ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ وہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے جو اسلام کا مغز اور اصل ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص **مومن** اور **مُسلمان** نہیں بن سکتا۔ جب تک ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو وہ دُنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انھوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں اب جو کچھ ہے وہ دُنیا ہی کے لئے ہے اور اسقدر استغراق دُنیا میں ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے کوئی خانہ خالی نہیں رہنے دیا۔ تجارت ہے تو دُنیا کے لئے عمارت ہے تو دُنیا کے لئے بلکہ نماز روزہ اگر ہے تو وہ بھی دُنیا کے لئے۔ دُنیا داروں کے قرب کے لئے تو سب کچھ کیا جاتا ہے مگر دین کا پاس ذرہ بھی نہیں اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کے **اعتراف** اور **قبولیت** کا اتنا ہی منشاء تھا جو سمجھ لیا گیا ہے۔ یا وہ بلند غرض ہے۔ مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ مومن پاک کیا جاتا ہے اور اس میں فرشتوں کا رنگ ہو جاتا ہے جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سُنتا اور اس سے تسلی پاتا ہے۔

اب تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے دل میں سوچ لے کہ کیا یہ مقام اسے حاصل ہے مَیں سچ کہتا ہوں کہ تم صرف پوست اور چھلکے پر قانع ہو گئے ہو۔ حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے خدا تعالیٰ مغز چاہتا ہے پس جیسے میرا یہ کام ہے کہ ان حملوں کو رد کیا جاوے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مُسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور روح پیدا کی جاوے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ مُسلمانوں کے دلوں میں جو خدا تعالیٰ کی بجائے دُنیا کے بُت کو عظمت دی گئی ہے اسکے **امانی** اور امیدوں کو رکھا گیا ہے **مقدمات**۔ صلح جو کچھ ہے وہ دُنیا کے لئے ہے اس بُت کو پاش پاش کیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت ان کے دلوں میں قائم ہو۔ اور ایمان کا شجر تازہ بتازہ پھل دے اس وقت درخت کی صورت ہے مگر اصل درخت نہیں کیونکہ اصل درخت کے لئے تو فرمایا

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین باذن ربھا

یعنے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کیونکر بیان کی اللہ نے مثال یعنے مثال دین کامل کی کہ وہ بات پاکیزہ درخت پاکیزہ کی مانند ہے جس کی جڑھ ثابت ہو اور جسکی شاخیں آسمان میں ہوں اور وہ ہر وقت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہے اصلھا ثابت سے مراد یہ ہے کہ اصول ایمانیہ اسکے ثابت اور محقق ہوں اور یقین کامل کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہوں۔

اور وہ ہر وقت اپنا پھل دیتا رہے کسی وقت خشک درخت کی طرح نہ ہو مگر بتاؤ کہ کیا اب یہ حالت ہے؟ بہت سے لوگ کہہ تو دیتے ہیں کہ ضرورت ہی کیا ہے؟ اس بیمار کی کیسی نادانی ہے جو یہ کہے کہ طبیب کی حاجت ہی کیا ہے؟ وہ اگر طبیب سے مستغنی ہے اور اس کی ضرورت نہیں سمجھتا تو اس کا نتیجہ اسکی ہلاکت کے سوا اور کیا ہوگا؟

اس وقت مسلمان اسلمنا میں تو بے شک داخل ہیں مگر اٰمنا کی ذیل میں نہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک نور ساتھ ہو۔

غرض

یہ وہ باتیں ہیں جن کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں۔ اس لئے میرے معاملہ میں تکذیب کے لئے جلدی نہ کرو بلکہ خدا سے ڈرو۔ اور توبہ کرو کیونکہ توبہ کرنے والے کی عقل تیز ہوتی ہے۔

طاعون کا نشان بہت خطرناک نشان ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے متعلق مجھ پر جو کلام نازل کیا ہے وہ یہ ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسہم

یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اس پر لعنت ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا کرے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ارادے کی اس وقت تبدیلی ہو گی جب دلوں کی تبدیلی ہو گی۔ پس خدا سے ڈرو اور اس کے قہر سے خوف کھاؤ۔ کوئی کسی کا ذمہ وار نہیں ہو سکتا۔ معمولی مقدمہ کسی پر ہو تو اکثر لوگ وفا نہیں کر سکتے پھر آخرت میں کیا بھروسہ رکھتے ہو جس کی نسبت فرمایا

یوم یفر المرء من اخیہ

مخالفوں کا تو یہ فرض تھا کہ وہ حُسن ظنی سے کام لیتے اور لا تقف ما لیس لک بہ علم پر عمل کرتے مگر اُنھوں نے جلد بازی سے کام لیا۔ یاد رکھو پہلی قومیں اسی طرح ہلاک ہوئیں عقلمند وہ ہے جو مخالفت کر کے بھی جب اسے معلوم ہو کہ وہ غلطی پر تھا ۰ اسے چھوڑ دے۔

مگر یہ بات تب نصیب ہوتی ہے کہ خدا ترسی ہو۔ دراصل مردوں کا کام یہی ہے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں وہی پہلوان ہے اور اُسی کو خدا پسند کرتا ہے۔

ان ساری باتوں کے علاوہ مَیں اب قیاس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ میرے ساتھ ہیں اجماع صحابہ بھی میری تائید کرتا ہے نشانات اور تائیدات الٰہیہ میری مؤید ہیں ضرورت وقت میرا صادق ہونا ظاہر کرتی ہے۔ لیکن قیاس کے ذریعہ سے بھی حجت پوری ہو سکتی ہے اس لئے دیکھنا چاہیے کہ قیاس کیا کہتا ہے؟ انسان کبھی کسی ایسی چیز کے ماننے کو طیار نہیں ہو سکتا جو اپنی نظیر رکھتی ہو مثلاً اگر ایک شخص آ کر کہے کہ تمہارے بچے کو ہوا اُڑا کر آسمان پر لے گئی ہے یا بچہ کتا بن کر بھاگ گیا ہے تو کیا تم اس کی بات کو بلا وجہ معقول اور بلا تحقیق مان لوگے؟ کبھی نہیں اس لئے قرآن مجید نے فرمایا

فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون

اب مسیح علیہ السلام کی وفات کے مسئلہ پر اور اُن کے آسمان پر اُڑ جانے کے متعلق غور کرو۔ قطع نظر ان دلایل کے جو اُن کی وفات کے متعلق ہیں یہ کہی بات ہے کہ کفار نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑھ جانے کا معجزہ مانگا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ہر طرح کامل اور افضل تھے اُن کو چاہیئے تھا کہ وہ آسمان پر چڑھ جاتے مگر اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کی وحی سے کیا جواب دیا۔

قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا

اس کا مفہوم یہ ہے کہ کہدو اللہ تعالیٰ اس امر سے پاک ہے کہ وہ خلاف وعدہ کرے جبکہ اس نے بشر کے لئے آسمان پر مع جسم کے جانا حرام کر دیا ہے اگر مَیں جاؤں تو جھوٹا ٹھیروں گا۔

اب اگر تمھارا یہ عقیدہ صحیح ہے کہ مسیح آسمان پر چلا گیا ہے اور کسی بالمقابل پادری یہ آیت پیش کر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرے تو تم اس کا کیا جواب دے سکتے ہو؟

پس ایسی باتوں کے ماننے سے کیا فائدہ جن کا کوئی اصل قرآن مجید میں موجود نہیں اس طرح پر تم اسلام کو اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے والے ٹھیرو گے پھر پہلی کتابوں میں بھی تو کوئی نظیر موجود نہیں اور ان کتابوں سے اجتہاد کرنا حرام نہیں ہے۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شہد شاہد من بنی اسرائیل۔ اور پھر فرمایا کفٰی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتٰب اور ایسا ہی فرمایا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت کے لئے ان کو پیش کرنا ہے تو ہمارا اُن سے اجتہاد کرنا کیوں حرام ہو گیا۔

اب انھیں کتابوں میں ملاکی نبی کی ایک کتاب ہے جو بائبل میں موجود ہے اس میں مسیح سے پہلے ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا گیا آخر جب مسیح ابن مریم آئے تو حضرت مسیح سے الیاس کے دوبارہ آنے کا سوال ملاکی نبی کی اس پیشگوئی کے موافق کیا گیا مگر حضرت مسیح نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ آنے والا یوحنا کے رنگ میں آ چکا۔

اب یہ فیصلہ حضرت عیسٰی ہی کی عدالت سے ہو چکا ہے کہ دوبارہ آنے والے سے کیا مراد ہوتی ہے وہاں یحیٰی کا نام مثیل الیاس نہیں رکھا بلکہ انھیں ہی ایلیا قرار دیا گیا اب یہ قیاس بھی میرے ساتھ ہے مَیں تو نظیر پیش کرتا ہوں مگر میرے منکر کوئی نظیر پیش نہیں کرتے۔

بعض لوگ جب اس مقام پر عاجز آ جاتے ہیں تو کہدیتے ہیں کہ یہ کتابیں محرف مبدل ہیں مگر افسوس ہے یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ آں

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اس سے سند لیتے رہے اور اکثر اکابر نے تحریف معنوی مراد لی ہے۔ بخاری نے بھی یہی کہا ہے علاوہ اس کے یہودیوں اور عیسائیوں کی جانی دشمنی ہے کتابیں جدا جدا ہیں وہ اب تک مانتے ہیں کہ الیاس دوبارہ آئیگا اگر یہ سوال نہ ہوتا تو حضرت مسیح کو وہ مان نہ لیتے۔ ایک فاضل یہودی کی کتب میرے پاس ہے وہ بڑے زور سے لکھتا ہے اور اپیل کرتا ہے کہ اگر مجھ سے یہ سوال ہوگا تو میں ملاکی نبی کی کتاب سامنے رکھ دونگا کہ اس میں الیاس کے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔

اب غور کرو جبکہ باوجود ان عذرات کے لاکھوں یہودی جہنمی ہوئے اور سور بندر بنے تو کیا میرے مقابلہ میں یہ عذر صحیح ہوگا کہ وہاں مسیح ابن مریم کا ذکر ہے یہودی تو معذور ہو سکتے تھے ان میں نظیر نہ تھی مگر اب تو کوئی عذر باقی نہیں مسیح کی موت قرآن شریف سے ثابت ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اس کی تصدیق کرتی ہے اور پھر قرآن شریف اور حدیث میں منکم آیا ہے پھر خدا تعالیٰ نے مجھے خالی ہاتھ نہیں بھیجا ہزاروں لاکھوں نشان میری تصدیق میں ظاہر ہوئے اور اب بھی اگر کوئی چالیس دن میرے پاس رہے تو وہ نشان دیکھ لیگا۔ لیکھرام کا نشان عظیم الشان نشان ہے احمق کہتے ہیں کہ میں نے قتل کرا دیا اگر یہ اعتراض صحیح ہے تو پھر ایسے نشانات کا امان ہی اٹھ جائیگا کل کو کہدیا جائیگا کہ خسرو پرویز کو معاذ اللہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قتل کرا دیا ہوگا۔ ایسے اعتراض حق بین اور حق شناس لوگوں کا کام نہیں ہے بس آخر میں پھر کہتا ہوں کہ میرے نشانات تھوڑے نہیں ایک لاکھ سے زیادہ انسان میرے نشانوں پر گواہ ہیں اور زندہ ہیں۔ میرے انکار میں جلدی نکرو۔ ورنہ مرنے کے بعد کیا جواب دوگے؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا سر پر ہے اور وہ صادق کو صادق ٹھیراتا اور کاذب کو کاذب ٭

حضرت حجۃ اللہ کے لیکچر کے ختم ہونے کے بعد مولوی عبد الصمد صاحب بٹالوی نے ایک نظم حضرت کی تصدیق میں پڑھی ذیل جعفری شاہ صاحب ساکن نوشہر ضلع جالندھر نے اپنا ایک رویا نہ انقلابی قسم کھا کر بیان کیا جس کے معنے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے حضرت مسیح موعود کو ـــــ مسیح کو سنا اور تصدیق کی۔ ـــــ ایڈیٹر

آریہ سماج کی موت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں پنڈت رام بھجدت چودھری کی ایک تقریر کے حوالہ سے اس پیشگوئی کی صداقت کو ظاہر کیا گیا تھا جو فروری ۱۹۰۳ء میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریہ سماج کے متعلق کی تھی۔ اسپر پرچارک کے ایڈیٹر صاحب بہت کچھ جھنجھلائے تھے اور ان کے جھنجھلانے کی وجہ بجز اسکے اور کچھ نہ تھی کہ چودھری رام بھجدت صاحب سے انھیں ایک خاص کد ہے

بہرحال میرے نوٹ اور پرچارک کے ریمارک پر ایک غیر احمدی نے اخبار وکیل میں مختصر نوٹ محاکمہ کے طور پر لکھا ہے جس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے اسی نوٹ پر میں اتنا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ منشی غلام حسین صاحب کا یہ خیال درست نہیں کہ حضرت اقدس نے ان جراثیم کو دیکھ کر پیشگوئی کی تھی جو آریہ سماج کی جڑ کو کھوکھلا کر رہے ہیں ایسی پیشگوئیاں تفرس اور قیافہ سے نہیں ہوا کرتیں بلکہ یہ ایسے وقت ہوا کرتی ہیں جبکہ کوئی مدبر اور پولیٹیشن رائے زنی نہیں کر سکتا ورنہ انبیاء علیہم السلام اور مدبرین مملکت کی پیشگوئیوں میں کوئی فرق نہ رہے اور امان اٹھ جاوے۔ آریہ سماج کے متعلق جب پیشگوئی کی گئی تھی اس وقت ان میں تفرقہ نہ تھا۔ پنڈت رام بھجدت اور منشی رام ایک پلیٹ فارم پر کام کر رہے تھے۔ دہرم پال نے اپنی کھچڑی الگ پکانے کا سامان تو کہاں ابھی وہ دہرم پال ہی نہ ہوئے تھے وغیرہ وغیرہ مگر پیشگوئی کے بعد ایسے سامان شروع ہوئے کہ اب تین تین اور بارہ باٹ ہو رہے ہیں۔ یہ خدا کے کام ہیں ہو کر رہتے ہیں۔ بہرحال وہ محاکمہ یہ ہے۔

موت وحیات کا سوال

فروری ۱۹۰۳ء مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آریہ مت کے متعلق بطور پیشین گوئی یہ فرمایا تھا کہ "ایک صدی نہ گذریگی جو اس مذہب پر موت وارد ہوگی"۔

پنڈت رام بھجدت نے اسی وقت قادیانی آریہ سماج کے جلسہ میں اس کی تردید نہایت شد ومد سے کردی تھی۔ مگر یہ انقلاب قابل غور ہے کہ اب خود پنڈت صاحب باوجود ایک پُرجوش آریہ ہونے کے سو سال کے اندر آریہ سماج کے نیست ونابود ہو جانے کے معترف اور مقر ہیں۔

قادیانی جماعت اس کو مرزا صاحب کا معجزہ کہیں یا کرامت وکشف مگر اس میں شک نہیں کہ حضرت اقدس کی دور بین نگاہ نے ان جراثیم کو بہت جلد دیکھ لیا جو آریہ سماج کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر رہے ہیں اور ان کی موجودگی بہت سے مذاہب کی بے وقت موت کا باعث ہو چکی ہے۔

اخبار الحکم نے اس بارہ میں کسی قدر لکھا تھا کہ ست دھرم پرچارک جالندھر اس طرح جوابدہی کو تیار ہو گیا کہ "اس کو قادیانی چیلا اپنے گورو کی فتح بتلاتا ہے مگر یہ نہیں سمجھتا کہ اس سے اسکے مرشد کی فتح نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا رقیب دوسرا ویسا ہی پیغمبر پیدا ہو جاتا ہے"۔

پنڈت رام بھجدت صاحب نے نہ ادعائے الہام ونبوت کیا ہے نہ وہ کسی مافوق طاقت بشری کے مدعی ہیں۔ پس اس پیشین گوئی سے ان کی نبوت تو شاید ہی ثابت ہو۔ مگر ہاں! یہ امر صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ تین چار سال کے اندر ہی اندر وہ اپنے حریف کے ہم آہنگ وہم خیال ہنگئے۔ کچھ انہی پر موقوف نہیں ہر شخص جس کو خدا نے کچھ بھی عقل دی ہے۔ صاف سمجھ سکتا ہے کہ جس مذہب میں سوائے جوش اور تعصب کے روحانیت کا شمہ بھی نہ ہو۔ وہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ ست دھرم پرچارک کا خیال ہے کہ:۔ "جب صدی گذریگی اور آریہ سماج واقعی ترقی کی منزل پر پہنچیگا۔ تو نہ اس وقت مرزا صاحب ہی زندہ ہونگے۔ اور نہ ہی پنڈت رام بھجدت۔ پھر آریہ سماج والے کسے شرمندہ کرینگے؟"

یہ خیال تو درست ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ پہلو بھی نکلتا ہے کہ اگر پنڈت صاحب اور مرزا صاحب بالقابہ کا قیاس درست نکلا اور آریہ سماج اپنے جوش تعصب کی نذر ہو کر دنیا سے نیست ونابود ہو گیا تو اس وقت نہ لالہ منشی رام صاحب ہونگے نہ ایڈیٹر صاحب پرکاش وغیرہ۔ پھر قادیانی چیلے اور رام بھجدت صاحب کے مداح کسے شرمندہ کرینگے؟ مگر ہمارے نزدیک یہ کسی کو محجوب وشرمندہ کرنیکا سوال نہیں۔ بلکہ بعض سمجھدار لوگوں کا ایک خیال ہے جو آریہ سماج کے غیر ضروری جوش کو دیکھکر پیدا ہوا۔ اور انھوں نے سماج کے عمر طبعی تک نہ پہنچنے کا فیصلہ کیا۔ وہاں جس طرح علاج وپرہیز سے اکثر ناتواں مریض بھلے چنگے ہو جاتے ہیں۔ اگر سماج اپنے تعصب کو کم کردے اور متانت وملائمت اختیار کرے تو ممکن ہے کہ وہ اور کچھ دن دنیا کی ہوا کھاسکے۔ مگر جو مذہب تعصب کو ایک ضروری رکن سمجھ رہا ہو اس سے لطف ومدارا کی توقع عبث ہے۔ پرکاش کے اس خیال پر کہ "مذہب کے لئے کچھ نہ کچھ تعصب ہونا ضروری ہے"۔ البشیر اٹاوہ نے ایک دلچسپ ریمارک کیا ہے۔ اور پرکاش کو اس کی غلط فہمی وغلط کاری پر مطلع کرنا چاہا ہے لیکن چہ نسبت ہیچ آہنی در سنگ۔

بہرحال سو برس بعد نہ ہم ہونگے نہ مرزا صاحب۔ اور نہ آریہ سماج کے موجودہ مداح وثناخواں۔ مگر تاریخ آئندہ والی نسلوں کو بتلاویگی کہ پنڈت رام بھجدت اور مہاتما لالہ منشی رام صاحبان دونوں میں سے آریہ سماج کی موت وحیات کی بابت کس کا اندازہ صحیح تھا؟ اور ایک ایسا مذہب جس نے تعصب۔ جوش۔ نکتہ چینی تنگ نظری کے سایہ میں پرورش پائی تھی۔ وہ "ترقی کی منزل" پر پہنچے میں ست دھرم پرچارک کے خیال کے مطابق کامیاب ہوا۔ یا پنڈت صاحب و مرزا صاحب کی متحدہ پیشین گوئی کے مطابق نیست ونابود ہو کر دنیا میں صرف اپنا افسانہ چھوڑ گیا۔

راقم غلام حسین ٭

راجہ جہانداد خان صاحب بالقابہ کا انتقال

ہر کہ آمد بجہاں اہل فنا خواہد بود
وانکہ پائندہ وباقی ست خدا خواہد بود

راجہ جہانداد خان صاحب چیف آف گکھڑ ۱۸ نومبر عید کے دن رات کو دس بجے اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کہا جاتا ہے کہ راجہ صاحب کی موت عارضہ قلب کے باعث یکا یک واقع ہوئی۔ کچھ شک نہیں کہ راجہ صاحب کی وفات ہند وپنجاب کے مسلمانوں کی مادی حیثیت سے مسلمانوں کے لئے ایک سخت صدمہ ہے۔ اور ان کی اس جوانا مرگی پر واقعی قلق ہوتا ہے۔ یہ راجہ صاحب وہی بزرگ ہیں جو سلسلہ عالیہ کے لئے ایک **نشان** تھے جو "چودھویں صدی والا بزرگ" کے نام سے ہماری جماعت میں مشہور ہیں۔

انھوں نے براہ راست حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کی قبولیت دعا کی اطلاع پاکر اپنے جرم کا اقرار کرکے حضرت اقدس کے حضور نہایت تذلل اور انکسار کے ساتھ عفو تقصیر چاہی اور حضرت نے نہایت فراخدلی سے معاف کر دیا۔ اسکے بعد افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ بعض گرد وپیش کی صحبتوں نے انھیں خدا کے راستباز برگزیدہ کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہ دیا۔ لیکن وہ **الحکم** ہمیشہ پڑھتے رہے جس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ دلچسپی رکھتے تھے۔ مگر دنیا کے تعلقات کے لمبے سلسلے نے انھیں پورے طور پر مستفیض ہونے کا موقع ندیا۔ بہرحال اب جبکہ وہ اس غدار دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل کرے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل دے آمین ٭

استفسار اور اُن کے جواب

جناب شیخ جی صاحب مکرم بندہ السلام علیکم اخبار الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۱۵ وغیرہ کی ۱۵ استفسار کے جواب میں جو یہ عبارت قرآن شریف کی تحریر کر کے ترجمہ کیا ہے اس ترجمہ میں اور قرآن شریف کے ترجمہ میں فرق ہے اخبار میں ترجمہ یہ ہے انا ارسلناک بالحق بشیراً و نذیراً و ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر ۲۲/۱۵ یعنے تجھے اے رسول ہم نے بھیجا ہے ایک بڑا عظیم الشان رسول بنا کر جو خوشخبری اور ڈر سناوے مگر تیری یہ رسالت تیرے پر ہی ختم نہیں بلکہ جیسے امم سابقہ میں ہم نے کوئی گروہ بھی کسی نذیر کے آنے سے خالی نہیں رکھا اسی طرح تیری امت میں بھی کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی نہ رہے گا...... یہ پتہ لگتا ہے کہ اسی طرح تیری اُمّت میں بھی کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی نہ رہے گا۔ یہ عبارت کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ اور نیا سوال اس ترجمہ میں یہ ہے کہ اس امت میں سے بھی کئی ایک گروہ کا ہونا مانا جاوے اس اُمت موجودہ میں کئی ایک گروہ ہیں یا ایک ہی اُمت ہے اور ایک ہی گروہ سب کو ہونا چاہئے اور یہ ترجمہ کہ تیری یہ رسالت تیرے پر ہی ختم نہیں کس عبارت کا ترجمہ ہے..... یہ کیونکہ ثابت ہوا ہے کہ اب موجودہ اُمت میں بھی نذیر آتے رہینگے۔ اور اُمت موجودہ کے کئی گروہ ہیں اور سب میں نذیر آوینگے اور سب نذیر رسالتی پر ہونگے اول تو گروہ ہی اس امت میں نہیں ہونے چاہئیں ایک ہی گروہ ہو اور پھر ہر ایک گروہ میں نذیر یہ بھی خیال میں نہیں آتا جواب جلدی اخبار میں تحریر فرماویں ✽ (راقم سجاول از جگراؤں)

الجواب

وعلیکم السلام۔ اگر آپ ذرا بھی غور فرماتے تو آپ کو اس کارڈ کے لکھنے کی حاجت پیش نہ آتی مگر آپ نے جلدی کی ہر حال عرض ہے ۱۔ اس ترجمہ میں اور اور قرآن شریف کے ترجموں میں فرق ہے۔ ج۔ یعنے تو ترجمہ نہیں لکھا بلکہ اس آیت کی تفسیر لکھی ہے چنانچہ ہر ایک آیت کی تفسیر کو یعنے یعنے کے لفظ سے شروع کیا ہے تفسیر اور ترجمہ میں ضرور کسی قدر فرق ہوتا ہے کیونکہ مترجم کے پیش نظر صرف ایک لفظ ہوتا ہے جس کا وہ ترجمہ کرتا ہے ورنہ ترجمہ ترجمہ ہی نہیں رہتا مگر تفسیر کرنے والے کا میدان وسیع ہوتا ہے اور القرآن یفسر بعضہ بعضاً کے طور پر وہ بیان کرتا ہے۔ میری تفسیر کی عبارت دوسرے تراجم کے ساتھ نہیں ملتی اور ایسا ہی ہونا چاہئے۔

س یہ پتہ لگنا چاہئے کہ اسی طرح تیری امت میں بھی کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی نہ رہیگا یہ عبارت کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

ج۔ خاص کسی لفظ کا ترجمہ نہیں بلکہ استنباط ہے قرآن مجید سے بلکہ اول خود اسی آیت سے کیونکہ بشیراً اور نذیراً دو لفظ نکرہ ہیں جو عظمت کے لئے آتے ہیں یعنے بہت بڑا عظیم الشان بشیر و نذیر۔ اور یہ امر مسلم اور بدیہی ہے کہ جس قدر کوئی بادشاہ زیادہ عظیم الشان ہوتا ہے اُسی قدر اس کے نواب بکثرت ہوتے ہیں پھر جس بادشاہ کی سلطنت زماناً تا قیامت تک ہو اور مکاناً تمام روئے زمین پر ہو اس کے نوابوں کے وجود میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ پس حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت زماناً و مکاناً عام ہے اس لئے ان کے ماتحت ہمیشہ قیامت تک نذیر آنے چاہئیں چونکہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زماناً و مکاناً عام بادشاہ ہونا آپ کو مسلم ہے اس لئے ضرور نہیں کہ اس کا ثبوت اس جگہ لکھا جاوے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور بشارت فرمایا کہ پہلے بھی بڑے بڑے انبیا خصوصاً موسیٰ علیہ السلام کی امت میں ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں جہاں جہاں یہ قوم تھی نذیر آتی رہی اسی طرح بلحاظ مثلیت تیرے بعد بھی آیا کریں گے دوسرا انما انت منذر ولکل قوم ھاد ۱۳/۸ یعنے تو تو ایک بڑا عظیم الشان منذر ہے اور ہر ایک قوم کے لئے بھی ہادی ہوگا۔ یعنے تیری امت سے ہر ایک قوم کے لئے ہادی اللہ تعالیٰ بھیجتا رہے گا۔ چنانچہ اسکی تفسیر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یبعث علی کل مائۃ من یجدد لھا امر دینھا او کمال قال۔ الحدیث یعنے ہر ایک صدی میں مجدد دین آیا کریں گے نیز قال مالک ولکل قوم ھاد من یدعو ہم الی اللہ ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۲۴۰ یعنے مالک کہتا ہے ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوگا جو اُن کو دعوۃ الی اللہ کریگا۔ اخرج ابن جریر وابو الشیخ عن قتادۃ رضی اللہ عنہ فی قولہ ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ قال ھذا۔ قول مشرکی العرب انما انت منذر ولکل قوم ھاد ولکل قوم داع یدعوھم الی اللہ در منثور جلد ۴ صفحہ ۴۵ یعنے ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوگا جو ان کو دعوۃ الی اللہ کریگا۔ واخرج ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن مجاہد رضی اللہ عنہ فی قولہ انما انت منذر ولکل قوم ھاد قال المنذر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولکل قوم ھاد نبی یدعوھم الی اللہ در منثور صفحہ ۴۵ جلد ۴ یعنے ہر ایک قوم کے لئے نبی ہوگا جو اس کو دعوۃ الی اللہ کریگا۔

تیسرا آیت زیر بحث کے اگر صرف اتنے ہی معنے ہوں کہ تجھے ہی ایک نذیر بشیر بنا کر ہم نے بھیجا اور تجھ سے پہلے بھی نذیر آتے رہے تو اس کلام میں کون سی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نکلی بلکہ اگر غور کیجاوے تو اس میں تو کسر شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے بلکہ تمام انبیائے سابقین کے قصص جو قرآن مجید میں مذکور ہیں فضول اور لغو نہیں ہیں تمام مفسرین عموماً متفق ہیں بلکہ خود قرآن مجید گواہ ہے کہ یہ قصص پیشگوئیاں ہیں چنانچہ فرماتا ہے لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ ۱۲/۱۱۱ تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا انت ولا قومک من قبل ھذا ۱۲/۴۹ کلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک ۱۲/۱۲۰ کذالک نقص علیک من انباء ما قد سبق ۱۶/۹۹ یعنے ان کا حال بیان کرنے میں اصل مقصود ایک عبرۃ ہے باریک بین لوگوں کے لئے کہ وہ اس کو قصہ نہ سمجھیں بلکہ پیشگوئی سمجھیں کیونکہ اس میں کوئی بناوٹ نہیں بلکہ یہ قصہ حالات پیش آئند کی تصدیق کریگا کیونکہ یہ تمام قصص پیشگوئیاں ہیں جو ابھی پوشیدہ ہیں تو اور تیری قوم باوجودیکہ ان قصص سے واقف ہیں مگر ان کی ضمن میں جو پیشگوئیاں ہیں اس سے پہلے تم نہ جانتے تھے۔ ان تمام رسولوں (نوح ہود صالح لوط ابراہیم شعیب موسیٰ وغیرہ) کے حالات ہم تجھ کو بطور پیشگوئی اس لئے بیان کرتے ہیں کہ ان سے تیرا دل مضبوط قوی رکھیں۔ اور دیگر گذشتہ لوگوں کے حالات جو بطور پیشگوئی ہم بیان کرتے ہیں ان سے پیشگوئی اور تیرے دل کی مضبوطی مراد ہوتی ہے۔ اب اس سے صاف معلوم ہوا کہ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر میں بھی پیشگوئی ہی ہے۔ و نیز ہر ایک نبی کے قصہ کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عبرۃ لاولی الالباب ۱۲/۱۱۱ ان فی ذلک لاٰیۃ ۱۱/۱۰۳ یعنے عقل والے اس قصہ سے آگے گذر کر کچھ اور بات نکالیں کیونکہ اس میں تو تیرے لئے ایک نشان اور پیشگوئی ہے۔ چوتھا آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ سلسلہ موسوی کی طرح ہمیشہ خلفا اس اُمت میں بھی آتے رہینگے جس کی تفصیل آپ بیشتر بارہا الحکم میں میرے مضامین میں پڑھ چکے ہونگے۔ پانچواں یا بنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی ۸/۳۵ یعنے اے آدم کی اولاد ضرور ضرور تمہارے پاس تم میں سے رسول آتے رہینگے جو میری آیات تمہیں بیان کیا کرینگے و اما قولہ یقصون علیکم اٰیاتی فقیل تلک الاٰیات ھی القراٰن وقیل الدلائل وقیل الاحکام والشرائع والاولیٰ دخول الکل فیہ... ثم بین تعالیٰ ان الذین کذبوا بھذہ الاٰیات التی یجیئ بھا الرسل تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۲۱۰ یعنے یقصون علیکم اٰیاتی کے معنے بعض نے قرآن مجید اور بعض نے دلائل اور بعض نے احکام اور بعض نے شریعت بتلائی ہیں مگر اصل میں یہ تمام امور آیات میں داخل ہیں... پھر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ میری ان آیات کے ساتھ جو تکذیب کرینگے جو وہ رسول لوگوں پر بیان کرینگے غرض تفسیر کبیر والے کے نزدیک بھی یہ آیت آئندہ زمانہ کیلئے ہی ہے ثم انذر تعالیٰ بنی ادم بانہ سیبعث الیھم رسلاً یقصون علیھم اٰیاتہ ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۸۰ بعض نادان یہاں سوال کرتے ہیں کہ یہ خطاب بنی آدم کو ہے اور حضرت آدم کے بعد بکثرت انبیا آئے اور ان کی نسبت ہی یہ حکم ہے مگر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا اس لئے کہ

الف قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اس لئے یا بنی آدم سے مراد موجودہ مخاطبین اور ان کے بعد

والی نسلیں ہیں۔

ب۔ صیغہ مضارع کا ہے جو آئندہ زمانہ کے متعلق ہوتا ہے۔

ج۔ اگر گذشتہ زمانہ مراد لیا جاوے۔ تو فمن اتقی واصلح اور والذین کذبوا کا کہنا فضول ہے کیونکہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اب تصدیق تکذیب کے متعلق امر و نہی کیا فایدہ۔

اصل بات یہ ہے کہ قوم عرب ننگی طواف کرتے تھے کیونکہ ان کپڑوں میں گناہ کئے گئے ہیں ابن کثیر صفحہ ۱۸۴ جلد ۳ تفسیر کبیر ان لوگوں کے رد کے لئے یہ احکام لباس وارد ہوئے اور انہیں کی تفہیم کے لئے حضرت آدم کا قصہ اس موقعہ پر بیان کیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ ان کو بار بار یا بنی آدم کہکر پکارا جاتا ہے۔ یعنے تم جس آدم کی اولاد ہو وہ تو لباس کا ایسا پابند تھا کہ ایک مجبوری کے سبب جب اس کا لباس اتر گیا تو اس نے اپنے آپ کو درختوں کے پتوں سے ڈھانک لیا تو تم اس کی اولاد ہو کر ننگے طواف کرتے ہو پھر باوجود اسکی آبا و اجداد کی پیروی کا دعوے بھی کرتے ہو۔ اور ایسے الفاظ قرآن مجید میں خاص ضرورتوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں جیسے ہارون نے موسے ؑ کو کہا یا ابن ام ۹/۸ اے میری ماں کے بیٹے ماں میں بہ نسبت باپ کے چونکہ رحم زیادہ ہوتا ہے موسے کا غصہ دور کرنے کے لئے . . . . ماں کا بیٹا کہا باپ کا نہ کہا۔

چھٹا۔ ینزل الملایکة بالروح من امرہ علے من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا ۱۶ اتارے گا اپنے ملایک کو جن کو کلام الٰہی پہچانے کی خدمت سپرد ہے اپنے کلام کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر چاہیگا اپنے بندوں سے کہ لوگوں کو ڈراؤ کہ سوائے اللہ تعالے کے اور کوئی معبود نہیں۔

ساتواں۔ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰة الدنیا ۲۴/۱۱ ہم ضرور ضرور مدد دیتے رہینگے اپنے رسولوں کو اور مومنوں کو اس دنیا میں بھی۔

آٹھواں۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ۲۸/۳ اللہ تعالے نے لکھدیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہمیشہ غالب رہینگے

نواں۔ قیامت کے روز اللہ تعالے اور ملایک دوزخیوں دلیل پیش کرینگے کہ کیا تمہارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا۔

الف کلما القی فیہا فوج سالہم خزنتہا الم یاتکم نذیر ۲۹/۱ یعنے جب کبھی دوزخ میں کوئی گروہ داخل کیا جاویگا خازن دوزخ انکو بطور ملامت پوچھینگے کہ کیا تمہارے پاس اس دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا۔

ب یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی وینذرونکم لقاء یومکم ہذا ۸/۳ ۔ اے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس کوئی رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں میں سے ہوتے اور میرے احکام تمہیں بیان کرتے اور قیامت کے دن کے آنے سے تمکو ڈراتے۔

اس آیت شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مامور غیر قوم سے نہیں آسکتا بلکہ منکم کا آنا ضروری ہے ورنہ الزام قائم نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اجنبی غیر معروف آدمی اسکے حالات سے ہم واقف نہ تھے یا اس کا آسمان سے اترنا ہم نے خود نہیں دیکھا ممکن ہے کہ کسی نے خود بخود نزول من السما کا جھوٹا دعوے کردیا ہو کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ عند نزول المسیح ساری دنیا کے لوگ وہاں موجود ہوں یا موجود ہوسکیں اور اگر بجبہ موجود بھی ہوں تو سب اس کو اترتے دیکھ سکیں۔ ج وہم یصطرخون فیہا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم النذیر فذوقوا فما للظالمین من نصیر ۲۲/۱۶ یعنے دوزخی لوگ دوزخ میں چلا کر و عاجز کیا کرینگے کہ اے ہمارے رزق دینے والے ہم کو اس سے نکال تا کہ سنوار کے کام کریں گے برخلاف ان بد کاموں کے جو پہلے کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالے جواب میں فرمائیگا کیا ہمنے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں جو عمل کرنا چاہے عمل کرسکے اور کیا تمہارے پاس نذیر کوئی نہیں آیا تھا پس اب الزام تم پر قایم ہوگیا اور فرد جرم لگ گیا۔ اس لئے اب چکھے رہو اپنی کرتوتوں کا مزہ اور ایسے ظالموں کے لئے جو مامور کے انذار کی پرواہ نہ کریں اور فرصت کو غنیمت نہ سمجھیں کوئی مددگار نہیں۔

دسواں یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علے فترة من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر ونذیر ۶/۳ یعنے اے کتاب والو تمہارے پاس ہمارا بھیجا ہوا آگیا جبکہ گذشتہ رسولوں کی طرح تواتر میں بڑی دیر ہوگئی تا کہ ایسا نہ ہو کہ تم کہدو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر نذیر نہیں آیا اب تو تمہارے پاس بشیر و نذیر آچکا۔ فتلک عشرة کاملة اس جگہ یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آچکے تھے اور یہی مراد ہے الزام اہل النار و اہل الحشر و اہل کتاب سے اس لئے کہ

الف اللہ تعالے آیت استخلاف میں وعدہ فرماتا ہے کہ خلفا آئینگے۔

ب آیات مندرجہ نمبر اول تا پنجم میں بھی وعدے ہیں کہ انبیاء و رسل آئینگے۔

ج آیت نمبر ۱۰ میں اہل کتاب کو فرمایا کہ اس تواتر ارسال رسل میں اب فتور آگیا اب ایسا نہ ہو کہ تم عدم ارسال رسل کا عذر پیش کرو۔

حالانکہ زمانہ فترت کا چھ سو سال تھا اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرہ سو سال ہوگیا اور زمانہ فترة اس زمانہ سے دو چند سے بھی بڑھکر ہے جسکو عدم ارسال رسل سے تعبیر کیا گیا۔

د اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا سکھانے میں ضمناً وعدہ ہے کہ ہم انبیا بھیجا کرینگے۔

۸ غیر المغضوب علیہم کی دعا سکھانے میں ضمناً وعید ہے کہ جو مامور آوے اس کے انکار سے تم بھی مغضوب علیہ ہوجاؤ گے اگر کسی نے آنا ہی نہیں۔ تو کیا یہ وعید اور انعمت علیہم کا وعدہ فضول ہیں جو شان ربوبیت رحمانیت رحیمیت کے خلاف ہیں۔

۹ اس طرح تو حضرت موسیٰ ؑ کے بعد انبیا کا سلسلہ باطل ماننا پڑیگا کیونکہ حضرت موسیٰ آچکے باقی کی ضرورت نہیں۔

ن اس طرح ہی سلسلہ موسوی کی طرح آخری خلیفہ مسیح موعود و مہدی مسعود سے بھی انکار لازم آویگا کیونکہ رسول اللہ جب آچکے کسی کی اب ضرورت نہیں حجت قائم ہوگئی۔

ح لما بلغ اشدہ آتیناہ حکماً وعلماً وکذلک نجزی المحسنین ۱۲/۱۳ یعنے جب یوسف علیہ السلام اپنی مضبوطی کی عمر کو پہنچ گیا ہم نے اس کو نبوت اور علم لدنی دیدیا اس لئے کہ وہ المحسن تھا اور یہ ہمارا قانون غیر مبدل ہے کہ آئندہ بھی یہی بدلہ ہم المحسنین کو دیا کرینگے اب یہ قانون الٰہی بھی منسوخ و مبدل ماننا پڑیگا کیونکہ اسنے باوجود وعدہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ عہدہ نہیں دیا کیا اس امت میں کوئی بھی المحسن نہیں گذرا نعوذ باللہ۔

ط ولما بلغ اشدہ واستوی آتیناہ حکماً وعلماً وکذلک نجزی المحسنین ۲۰/۵ جب موسے ؑ اپنی مضبوطی کو پہنچ گئے۔ اور ٹھیک ٹھاک ہوگئے ہم نے ان کو نبوت اور علم لدنی دیدیا اور آئندہ بھی ہم یہی بدلہ المحسنین کو دیا کریں گے۔

ی الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون لہم البشری فی الحیوٰة الدنیا وفی الآخرة لا تبدیل لکلمات اللہ ۱۱/۱۲ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملایکة ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون ۲۴/۱۸ یعنے خبردار ہو کر سنو کہ یہ بات بڑی یقینی ہے کہ خدا تعالے کے دوستوں پر نہ خوف ہوتا ہے نہ غم اولیاء اللہ وہ ہوتے ہیں کہ باوجود ایمان لانے کے متقی بھی ہوں۔ بلکہ ان کو البشرے ملتا رہتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور یہ سنت اللہ اور قانون الٰہی ہے جو اٹل اور لا تبدیل ہے اس لئے کہ جو ربنا اللہ کو سمجھکر اسپر قایم رہیں انپر ملایک نازل ہوا کرتے ہیں کہ اب تم کو کوئی خوف و غم نہیں بلکہ تم کو البشریٰ ہے اس جنت کا جس کا تمہارے ساتھ وعدہ تھا۔ اب یہ بھی وعدہ الٰہی ہے جو لاتبدیل اور قسم کے ساتھ موکد کیا گیا ہے فتلک عشرة کاملة۔

س اور نیا سوال اس ترجمہ میں یہ ہے کہ اس امت میں بھی کوئی ایک گروہ کا ہونا مانا جاوے۔

ج پیارے سجاول مجھے آپ کے اس سوال سے بہت تعجب آتا ہے اگرچہ پہلا سوال ہی بلحاظ آپ کی لیاقت و اخلاص کے کم تعجب خیز نہ تھا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بڑا رسول نبی مامور مانتے ہیں جسکے عموم کا دامن زماناً قیامت تک مکاناً ساری روئے زمین تک پھیلا ہوا ہے پھر آپ کو گروہ کی کثرت پر کیوں تعجب ہے

اسلام کے اندر کے گروہ بھی آپ شمار نہیں کر سکتے حنفی شافعی مالکی حنبلی وہابی شیعہ خارجی معتزلہ جہمیہ قدریہ وحدۃ وجودی نقشبندی چشتی سہروردی قادری نیچری وغیرہ وغیرہ بیرونی سناتن دھرم دام مارگی آریہ برہمو ہنود عیسائی مجوس وغیرہ کیا آپکو حدیث تفترق امتی علی ثلثین وسبعین فرق میری امت بہتر فرقہ ہو جاویگی — بھول گئے - اور خود قرآن مجید بھی اس اختلاف کی خبر دیتا ہے لا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذالک خلقہم ۱۲ بعث الله النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معہم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ پ ۲ ولقد آتینا موسی الکتاب فاختلف فیہ پ ۱۲ یعنے ہمیشہ اختلاف کرتے رہینگے ہاں مگر جس کو تیرا رب اپنے رحم سے بچا لے کیونکہ اس نے تو محض رحم کے لئے ہی ان کو پیدا کیا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ انبیاء مبشرین منذرین کو کتاب حق وحکمت کی بھری ہوئی دیکر بھیجتا ہے کہ ان کے اختلاف مٹا کر انکو ایک امت بنایا کرے - چنانچہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی مگر اس میں اختلاف ہی کیا گیا - غرض اختلاف ہوا کرتا ہے اور مختلفین ہی کا نام گروہ اور امت ہے۔

س اس امت موجودہ میں کئی ایک گروہ ہیں یا ایک ہی امت ہے اور ایک ہی گروہ سب کو ہونا چاہئے۔

ج کئی ایک گروہ ہیں حنفی شافعی نیچری ہنود عیسائی کنجر مراسی بھٹیر والے وغیرہ وغیرہ اب ایک ہی امت بنانے کے لئے مسیح موعود ومہدی مسعود آیا ہے جس نے بہت سے وہابی حنفی نیچری سکھ ہنود وآریہ وغیرہ عیسائی یہود کو ایک گروہ بنایا اور بنایا جاتا ہے - اور ایک ہی ہونا چاہئے اور ایک ہی بنانے کے لئے بعثت انبیاء ورسل ہوا کرتے ہیں۔

س یہ کیونکر ثابت ہوا ہے کہ اب موجودہ امت میں بھی نذیر آتے رہینگے۔

ج اب موجودہ امت میں بھی ایک نذیر موجود ہے جس نے زلزلہ طاعون سیلاب دیگر اقسام موت کے آنے سے ڈرایا اور اس کی نسل سے بھی ایک عظیم الشان نذیر آنے والا ہے جس کی پیشگوئی دافع الوساوس ودیگر کتب میں خود اسی نذیر نے تحریر فرمائی ہے۔

اور کسی گروہ کی نسبت بیشتر جواب لکھا گیا۔

س اور امت موجودہ کے کئی گروہ ہیں جو اس امت میں نہیں ہونے چاہئیں ایک ہی گروہ ہو اور پھر ہر ایک گروہ میں نذیر یہ بھی خیال میں نہیں آتا۔

ج ان تمام سوالات کے اندر ایک غلط فہمی ہے جو آپ کو گروہ کے معنے اور ان میں نذیر آنے کے معنے میں ہوئی یعنے آپ نے سمجھ لیا کہ شیعہ میں شیعہ نذیر آئیگا اور خارجی میں خارجی پھر وہ نذیر راستی پر کس طرح ہو سکتا ہے حالانکہ یہ غرض نہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ ہر ایک زمانہ ہر ایک ملک میں اس زمانہ اور اس ملک کی اصلاح کرنے کے لئے نذیر آیا کرینگے اور اختلاف شیعہ خارجی وغیرہ مٹا کر ایک گروہ بناتے رہینگے - چنانچہ الحمد للہ کہ آج ہم میں ایک عظیم الشان نذیر خاتم الخلفاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علی انبیاء وعلیہ وعلی الہ موجود ہے جو تمام مختلف فرقوں کو ایک بنا رہا ہے اور اگر آپکی مذاق پر گروہ اور نذیر کے معنے کئے جاویں تو ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کے یہ معنے کرنے پڑینگے کہ بت پرستوں کا بت پرست نذیر اور یہود کا یہود صابی کا صابی مجوس کا مجوس نذیر آتا رہا ہو معاذ اللہ اس آیت کے بھی یہ معنے نہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ فالحمد للہ اولاً واخراً وظاہراً وباطناً وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا وہادینا رحمۃ للعلمین بالمومنین رؤف رحیم وللعلمین بشیراً ونذیراً وعلی احمد والہ واصحابہما الطیبین الطاہرین وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا (فضل دین از بھیرہ)

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

حافظ محمد یوسف امرتسری کے نام سے الحکم کے ناظرین غالباً ناواقف نہ ہونگے یہ وہی صاحب ہیں جنھوں نے بچھلے دنوں انجمن حامی نو مسلم قائم کی تھی اور جس کے متعلق بعض نو مسلم لڑکوں کو حافظ صاحب سے کوئی وجہ شکایت بھی پیدا ہوئی تھی - ابھی انجمن کے اہتمام والنصرام کے دوران میں حافظ صاحب اندھے ہو گئے اور غالباً اس وجہ سے وہ اس کام کو پورے طور پر نہ نبہا سکے یا کوئی اور اسباب پیدا ہوئے جس کی وجہ سے انجمن مذکور کی پھر کوئی رپورٹ پبلک میں نہیں آئی اور اب ان کی تحریروں میں کوئی ذکر اس کا بھی نہیں دیکھا۔ ممکن ہے انجمن کا کوئی وجود ہو اور اس کی کارروائی کو پبلک کرنا حافظ صاحب خلاف مصلحت سمجھتے ہوں یا وہ روئدادیں ایسے طور پر پبلک میں آتی ہوں جن کا مجھے کوئی علم نہ ہو۔ بہرحال یہ وہی صاحب ہیں اب شاید انھوں نے آنکھ بنوائی ہے جو پبلک میں پھر نئے رنگ میں جلوہ نما ہوئے ہیں۔ اور انھوں نے حضرت حجۃ الاسلام امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام اہلحدیث کے پچھلے پرچہ میں ایک کھلا خط چھپوایا ہے جس میں وہ محض اسی بنا پر کہ ایک وقت حضرت حجۃ اللہ کے ارشاد کے موافق انھوں نے اندرمن مراد آبادی کے لئے چوبیس روپیہ جمع کیا تھا حضرت اقدس کو بیعت کی دعوت دیتے ہیں - اس سارے خط میں کوئی اور دلیل اور وجہ حافظ صاحب نے پیش نہیں کی بجز اس کے کہ اس وقت حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ جو شخص یہ کام کریگا وہ اہل اللہ اور اہل جنۃ ہوگا - اس لئے حافظ صاحب کو اب اس قدر عرصہ کے بعد خیال پیدا ہوا کہ چونکہ میں اہل اللہ اور اہل جنۃ ہوں اس لئے حضرت اقدس کو میری بیعت کرنی چاہئے - کیا خوب!

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

حافظ صاحب پر تو کیا افسوس وہ تو علوم دینیہ سے محض کورے ہی ہیں تعجب اہل حدیث پر ہے جس نے دیدہ دلیری کر کے اس خط کو چھاپ دیا۔

حافظ صاحب خود مقر ہیں کہ انھوں نے جب یہ کام کیا تھا تو تمام مسلمان نہیں چاہتے تھے کہ یہ کام ہو سو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انھوں نے مخالف مسلمانوں کے برخلاف حضرت اقدس کے دعوے کو تسلیم کر کے خادمانہ حیثیت سے اس خدمت کو سرانجام دیا تھا اور وہ بھی نہ اپنی گرہ سے بلکہ کسی اور کے بھروسے پر۔

چنانچہ حافظ صاحب کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا کہ اس روپیہ کے دینے کا وعدہ منشی سردار خان صاحب سابق پوسٹ ماسٹر شہر لاہور نے کیا تھا۔ پس اگر محض اس خدمت سے بیعت لینے کا حق حاصل ہو جاتا ہے تو حافظ صاحب کو منشی سردار خان کی بیعت کرنی چاہئے علاوہ بریں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اس ایک فعل کے کرنے والے کی نسبت اگر حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا کہ یہ کام کسی اہل اللہ اور اہل جنۃ سے ہوگا تو اس میں اس امر کا کہاں ذکر ہے کہ اسے بیعت لینے کا بھی حق ہوگا۔

حافظ صاحب کو نوکی علوم اس کے معاون اور مشیر اہلحدیث کو سوچنا چاہئے تھا کہ اگر یہ کلیہ صحیح تسلیم کر لیا جاوے کہ جو شخص کسی راستباز کے ساتھ ہو کر کسی موقع پر نصرت دین کرے تو دوسرے وقت اس راستباز اور مامور کو اس کی بیعت کرنی چاہئے تو پھر انبیاء علیہم السلام کا سارا سلسلہ باطل ہو جاویگا۔ کیونکہ ایک وقت وہ مخدوم ہوں اور دوسرے وقت اپنے خادموں کے خادم بنیں اور محض اپنی اعانت پر جس کا خدا کے فضل سے انھیں موقع ملا وہ بیعت لینے کے دعویدار ہو کر پیغمبروں کے حضور ایسی شوخی اور جرأت کریں۔

کیونکہ یہ تو سنت اللہ میں داخل ہے کہ ایک وقت انبیاء ہوتا ہے جو وہ

من انصاری الی اللہ

پکارتے ہیں۔ تو کیا نحن انصار اللہ کہنے والوں کو اس سے یہ حق پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اس نبی کو کہیں کہ تو ہماری بیعت کر۔ اے شوخ وبیباک انسان! سوچ تیرا حملہ دنیا کے سارے راستبازوں اور مقدسوں پر پڑتا ہے۔ اور تیری یہ ہنسی خدا کے برگزیدوں پر ہے۔

حافظ صاحب! پیرانہ سالی میں اس استہزا کو چھوڑ دو۔ خدا کے صادق کے ساتھ استہزا کا انجام اچھا نہیں ہوا کرتا۔ آپ اندرمن کا واقعہ یاد دلاتے ہیں میں آپ کو اس سے بھی تازہ واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں اگر خدا کا خوف اور لقاء اللہ کا ڈر ہے تو ذرا اس تنہائی کی گھڑیوں میں غور کرنا۔

حم اور سب میں نذیر آئینگے اور سب نذیر راستی پر ہونگی اول تو گروہ ہی